دیوان حافظ

یا حافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لے اڑا ذرۂ بے مقدار کو جلوہ تیرا
آ ملا قطرۂ ناچیز سے دریا تیرا

بہہ گیا جوش سے [illegible] رقت [illegible] تری
قطرہ قطرہ مرے آنسو کا ہے دریا تیرا

تو کب آئیگی او [illegible]
بیخودی! دیر سے تکتا ہوں میں رستا تیرا

یوں کوئی بندۂ فرماں [illegible]
اصل میں کوئی نہیں جو نہیں بندہ تیرا

ہیں بشر میں تری قدرت کے مناظر لاکھوں
کھیل قدرت کا ہے یہ خاک کا پتلا تیرا

کون سا پردہ ہے جس میں کوئی ڈھونڈے تجھکو
لاکھ پردوں میں بھی ملتا نہیں پردہ تیرا

لب تری کُنہ کو پہنچے نہ ترے پہنچے بندے
پا گئے قرب مگر بھید نہ پایا تیرا

یہ چمکتے ہوئے ذرّے تو ہیں کس گنتی میں
آفتاب ایک چمکتا ہوا ذرہ تیرا

پھر گئیں پہلے ہی سے جب شبِ وصال آ پہنچا
پتلیاں دیکھنے پائیں نہ تماشا تیرا

ہو مقدر میں تو آجائے نظر گھر بیٹھے
طور پر کچھ نہیں موقوف تجلّے تیرا

پڑھتی ہیں یکسر ترا کلمہ کلیاں | روز کھلتا ہی کوئی تازہ شگوفہ تیرا

چشمِ وحدت سے غلط ہیں جو کہیں نار کو نور | نور کو دیکھکے ہو جائیگا دھوکا تیرا

اے رگِ جان سے قریب اے تنِ جان کے مالک | میری گردن میں اطاعت کا ہی رشتہ تیرا

کوئی تیرا نہ ہو دنیا میں تو کیا غم حافظ

[illegible]

[illegible] | ... آفتاب کا

پیری میں حل ہوا ہی معما شباب کا | تھا نام دوسرا مرے غفلت کے خواب کا

عشق رخِ حضور کے سینے میں داغ ہیں | تختہ کھلا ہوا ہی چمن میں گلاب کا

دل میں تصورِ عرق روے پاک ہی | تختہ تک بھرا ہوا ہی یہ شیشہ گلاب کا

کافی ہی آپ ہی کے پسینے کی ایک بوند | غش میں نہ دیجیے مجھے چھینٹا گلاب کا

پڑتی ہی عید دیکھیا تو زاہد شتاب کی | لبریز ہو چکا تھا پیالہ شراب کا

تھا بیچ میں تو پردۂ حیرت پڑا ہوا | عالم نہ پوچھو اونکے رخِ بے نقاب کا

اب جو شراب شیشہ کے نشے میں چور کون | خود آپ تو چور چور ہی شیشہ شراب کا

محبوب اگر کھینچے تو مجنوں کی موت ہی | رندوں کے حق میں لطف ہی کھینچا شراب کا

ہی چشم اشکبار ترے ہاتھ آبرو | دامانِ تر کے ساتھ ہی دفتر حساب کا

…لقب کے ہاتھ حساب وکتاب ہے
امیدوار ہوں کرمِ بےحساب پھر آیا

…فے سے شرح کبھی نہ ملائیگا ہی فلک
تھا اس طرف کو پھیر تو دیکھ آفتاب کا

…ٹوں گر کے قصرِ بدن کو گھلا دیا
بارش ہوئی تو بیٹھ گیا گھر حباب کا

…ا کیا غرض سے کلیجے کو سوزِ عشق
پیدا ہوا ہے درد نمک تھا کباب کا

…چہرہ وفورِ اشک سے خالی نہیں جگہ
ہے کس طرح گزر مری آنکھوں میں خواب کا

…مامِ حق ہے عالمِ امکان مایکون
امّی خطاب صاحبِ امّ الکتاب کا

زلفوں کو آپ کھول کے آجائیں حشر میں
سلجھاؤ سہل ہو مرے الجھے حساب کا

کتنا ہے مرغِ قبلہ نما سے یہ دل مرا
خاکا اوڑا لیا ہے مرے اضطراب کا

حافظ خدا کے گھر سے چلا ہند کی طرف
اللہ حافظ اپنے خدائی خراب کا

دل کس لیے اللہ کے محبوب پھر آیا
دیوانے کا کیا پوچھنا۔ آیا جدھر آیا

طیبہ میں نہ دیوانہ برہنہ نظر آیا
پہنے ہوئے پیراہنِ گردِ سفر آیا

نکلے بھی تو نکلے ترے در سے یہیں ناکام
کچھ کام نہ نکلا کوئی مطلب نہ بر آیا

اپنے بھی پرائے بھی ہوئے ہیں سبھی کے
کام آنے کو پوچھو تو نہ اپنا نہ پرایا

تھا عہدِ خلافت بھی عجب عہدِ مبارک
اور ہی عہد میں سب خوش تھے رعایا و برایا

کھوئی ہے اثر ہی پھر بھی مرے حق میں غنیمت
آیا بھی دعاؤں میں تو اوتنا اثر آیا

گو تڑپ کے اس بزم تک آیا میں مدینہ
اے دل مرے آنے سے بھی تو پیشتر آیا

تھا زائروں کو تیری زیارت کا یہ سودا
گھر بیچکر آیا کوئی سر بیچکر آیا

آنکھیں جو کھلی تھیں تو جھکی تھیں نگاہیں
کچھ دیر رہیں بند تو سب کچھ نظر آیا

ٹوپی بھی نہ تھی ساتھ کہ کچھ مشورہ کرتا
طیبہ سے میں یوں بیکس و شوریدہ سر آیا

پیری میں پہنچکر دم افطار کھونگا
بجھنے کو سر شام چراغ سحر آیا

خاک رہ محبوب کا اتنا تو ادب ہو
شہ رگ اوٹھی تعظیم کو جب نیشتر آیا

پوچھا جو مزاج کہ آبلوں کا ٹوٹ گیا دل
کانٹوں نے جو چھیڑا تھا وہ تھا نیشتر آیا

آنکھوں میں تو اثر رہ طیبہ کی پڑی خاک
دل میں کبھی حافظ نہ غبار سفر آیا

بوسہ تری چوکھٹ کا مجھے یاد اگر آیا
وہ درد اوٹھا دل میں کہ منہ کو جگر آیا

حیرت میں پڑا آپ سے باہر اگر آیا
اللہ میں جانا تھا کہاں کو کدھر آیا

سرکار! ابھی تک تو لہو روتی ہیں آنکھیں
اب لخت دل آیا کوئی لخت جگر آیا

اب تک ہے وہی ضبط وہی درد چھپانا
جب چوٹ اوبھر آئی تو دل کیوں نہ بھر آیا

جب اونکے قدم پہ میں گرا موت نہ آئی
اللہ کرے غش کا بھلا وقت پہ آیا

پیری نے مجھے خواب جوانی سے جگایا
میں ہوش میں آیا بھی تو وقت سفر آیا

جب بند تھیں آنکھیں بھی تصور میں تو دل پر
نقشہ کسی روضے کا کدھر سے اوتر آیا

رو بیٹھے آنکھوں کو جو پانی اوتر آتا
اب روتے ہیں اشکوں کو سو جب اوتر آیا

ضبط وہیں زخم نہ ٹوٹیگا نمک سے
اُف بھی نہ کریگا یہ اگر بات پہ آیا

منھ چاہیے الطاف خفیہ کی صفت کو
غنچہ ابھی لبستہ تھا کہ مٹھی میں زر آیا

حافظ یوں ہی اک نیندیوں میں عمر گنوائی
سیکھا نہ کوئی علم نہ کوئی ہنر آیا

مشتاق کو جب دور سے روضہ نظر آیا
ہاتھوں دل بیتاب او چھلتا نظر آیا

رخ آپ کا قرآن سراپا نظر آیا
سورہ نظر آیا کہیں آیہ نظر آیا

تھی جسکی تجلی اوسے دیکھ آئے ہیں موسیٰ
موسے کو تجلی کے سوا کیا نظر آیا

نکلے جو تماشاگہ دیدار سے باہر
آنکھوں کے تلے ہمکو اندھیرا نظر آیا

خلوت بھی ہو بے پردہ ہو دیدار خدا بھی
منظور کو جو مد نظر تھا ۔ نظر آیا

تو ہی ملک الموت! لرزتا تھا میں جس سے
وہ آئے تو رحمت کا فرشتہ نظر آیا

کانوں نے فقط اسم مبارک ہی سنا تھا
آنکھوں کی یہ قسمت کہ مدینہ نظر آیا

اللہ میں گھر بیٹھے ہوئے روزن دل سے
طیبہ نظر آیا کبھی بطحا نظر آیا

یارب دل ذاکر نظر بد سے رہے دور
جو مجمع تن ہا میں بھی تنہا نظر آیا

ہو قابل دید انجمن ناز میں سب کچھ
ہم کو تو وہی انجمن آرا نظر آیا

دل خون ہوا عید کو اس فکر میں حافظ
اک عید میں عیدین کا جلوہ نظر آیا

ابھی بیٹھا تھا ابھی — پھولوں میں تل کر سہرا
ابھی پہنچا ابھی نوشاہ کے سر پر سہرا

تھا ازل سے یہ مری لوح جبیں پہ لکھا
کہ رہیگا ترے نوشاہ کے سر پر سہرا

کیا گراں تھی رخ نازک کی نزاکت کو نسیم
بنکے آیا ہے نئے پھولوں کی چادر سہرا

نور حق، نور نبی، نور علی، نور حسین
چار جب چاند لگیں تب ہو منور سہرا

انتہا کا تو ہے پہنچا، مگر اونچا ہے دماغ
لبیاں لینے لگا سر ترے چڑھ کر سہرا

پھول تا کچھ لے ہی سماتے نہیں، اللہ رے خوشی
کہیں جامے ہی سے ہو جائے نہ باہر سہرا

کس فلک مرتبہ نوشاہ کا ہے عقد نکاح
عقد پروین کا لیے ساتھ ہے جھومر سہرا

موتیوں کی نہ کمی ہے، نہ زر گل کی کمی
لیکے آیا ہے نچھاور زر و گوہر سہرا

خوب نوشاہ کے آئینۂ رخ تک پہنچا
سچ تو یہ ہے کہ ہے قسمت کا سکندر سہرا

چلمن چشم سخنگو کے اشارے کیا کیا
باتیں کرتا نہ ہو کچھ پردے کے اندر سہرا

گرمی آتش رخسار ذرا سینے دو
دیکھیں، شاداب ہو، یا خشک ہو یا تر سہرا

گل رخسار کو نوشہ کے پہنچے کا نہیں
ایک بہتر نہیں بہتر سے ہی بہتر سہرا

تار بندھ جائے مضامین کے جو پھولوں کا اگر
تب ہی ممکن ہے کرے طیار سخنور سہرا

شعر کتنے ہی نکل آئیں مگر کیا ممکن
کہ ہو نوشاہ کے سہرے کے برابر سہرا

مصرع طرح کو مقطع نہ بنا دو حافظ
ای جواں بخت مبارک ترے سر پر سہرا

نہ تو بھاری ہی نہ ہلکا ترے منہ پر سہرا
پھول کا پھول ہے زیور کا ہی زیور سہرا

ایک ڈورا بھی ترے صدقے اوتارے کے لیے
لیکے آیا ہے ترے قد کے برابر سہرا

پھول نازک ہیں طبیعت میں نزاکت ہے بہت
کر نہ لے مصحف رخسار کو ازبر سہرا

گل رخسار کی خوشبو سے دماغ اوڑنے لگا
ابھی رکھا ہی تھا کشتی میں لگا کر سہرا

اسکے بندھنے کو بھی نوشاہ کی پیشانی تھی
ساتھ لایا تھا زبردست مقدر سہرا

باغ میں رات شگوفے جو کھلے تھے تارے
بن گئے صبح کو باہم گلے مل کر سہرا

ہے جو شانہ میں بھی پورا ید طولے شاید
پاؤں پڑنے کو چلا سر سے لٹک کر سہرا

گل کو دعوے ہے کہ من مذہب دیبی دارم
ہے گلوں کا سر ابن شہ دیں پر سہرا

اوسکا ڈورا تو ہماری رگ جاں سے ہے ملا
زیب دستار ہے جس تار میں گندھ کر سہرا

گوش گل ہم نے سنے تھے مگر اب دیکھ لیا
باتیں سنتا ہے تری کان لگا کر سہرا

کہیں نوشاہ کی تمکین ﷺ نہ شوخی ہو جائے
کان میں پھونک رہا ہے کوئی انچھر سہرا

چھم لینے دے ذرا پاؤں - یہ میرا ذمہ
آگے رکھیگا قدم حد سے نہ باہر سہرا

اب ہے نوشاہ کے حق میں بھی دعا کوئی ضرور
ختم کرتا ہے یوہیں مجھکو مکرر سہرا

چہ نجابت، چہ جماعت، چہ جنابِ صادق
وارد آید دلبسرت سایۂ ایں بر سہرا

ایک حافظ کے سوا اور ہیں جتنے سہرے
ہے بڑے موتیوں میں تولنے کا بر سہرا

حق نے کیا سے کیا بنایا مجھکو، میں کیا خاک تھا
ایک مشتِ خاک تھا، اک قطرۂ ناپاک تھا

نفی تھی اثبات تھا - دل ماسوا سے پاک تھا
ایک کلمہ تھا کہ جاروبِ خس و خاشاک تھا

ابرِ رحمت! تیرے فیضانِ کرم کی دیر تھی
ایک چھینٹے میں ہمارا دامنِ تر پاک تھا

اک پتنگے کو جلا کر شمع کہتی ہے کھڑی
یہ بڑا عیار تھا - گستاخ تھا - بیباک تھا

حسن کا - دل حیرتی تھا، حسن - دل کا حیرتی
حسن تھا حیرت فزا - آئینہ حیرتناک تھا

کیوں لپٹتے میرے سے بے پروا اسکا رہی یہ بات
وہ سرِ شوریدہ کس کا بستۂ فتراک تھا

سوزنِ مژگان و تارِ اشک پر الزام کیا
صبر کا جامہ سیے جانے سے پہلے چاک تھا

رکھ لی اشکِ شرم نے تر دامنوں کی آبرو
دھو لیے دھبے تھے، سیہ نامہ ہمارا پاک تھا

آتشِ الفت کا سینے میں بھڑکنا - الاماں
دل سلگ کر ایک انگارہ تھا - جلکر خاک تھا

سنکر جواب یہ کہنے لگے پھر فرشتے
نکلا ہمارا مردہ حاضر جواب کیسا

کیا ہم نے تھی محبت جس کی سزا تھی قسمت
ہوتا ہے اور یارب اکوئی عذاب کیسا

اچھا ہوں یا برا ہوں تیرا ہی ہو کے ہو لیا
اے بے حساب رحمت تجھ سے حساب کیسا

کیا [illegible] باندھے ہیں دو رویہ
دیوانہ بنی کا ہے رعب و داب کیسا

دم بھر کی زندگی پہ سر میں ہوا بھری ہے
پھرتا ہے سر اٹھائے تو اے حباب کیسا

تم پھیر کر ادھر کو خود دیکھ کر بتا دو
ہے داغ دل ہمارا اے آفتاب کیسا

جاہ و جلال والے اے حسن و جمال والے
تجھ پر شباب کیسا تجھ سے حجاب کیسا

لہرا رہے ہیں [illegible] کھل کر کسی کے گیسو
ہے دل میں بیٹھے بیٹھے یہ پیچ و تاب کیسا

منزل ہے [illegible] حق ہے منتہی الافلاک کا
جو لامکاں میں جا کر ہو بار یاب کیسا

سو [illegible] نصیب ہے جو صورت ذرا دکھا دو
جس خواب میں تم آؤ ہوگا وہ خواب کیسا

وحدت میں [illegible] کو قدرت کا [illegible]
اک نقطہ سویدا ہے انتخاب کیسا

جلوے ہیں [illegible] چھپا کر صورت نہیں دکھاتے
کیسی یہ خود نمائی اور یہ حجاب کیسا

آزاد پیر [illegible] رندی شراب کیسا

[illegible] پنجتن [illegible] دیا
حمید و حامد و محمود و مصطفیٰ بھی دیا

ترا کے حق سے لئے شرف اپنی دید کا بھی دیا
پھر اپنا دیکھنے والا ہمیں دکھا بھی دیا

صبا! ہمارے عریضے تھے سب جواب طلب
کسی عریضے کا تو نے جواب لا بھی دیا

جزا سزا ۔ جو بد و نیک کی ۔ مقرر کی
خدا نے عقل بھی دی ۔ نیک و بد بتا بھی دیا

مکان دکون ۔ گھروندا تھا ۔ کھیل قدرت کا
ادھر خدا نے بنایا ۔ ادھر مٹا بھی دیا

غرض یہی کہ نہ ہو شوق نا تمام ۔ تمام
کسی نے پردہ اوٹھا بھی دیا ۔ گرا بھی دیا

اسی لیے تو بنایا تھا خاک کا پتلا
کہ خود مٹا بھی دیا ۔ خاک میں ملا بھی دیا

نہیں کلیم! کلام الست لن ترانی میں
کیا تھا حق نے جو ارشاد ۔ وہ دکھا بھی دیا

کسی کی راہگذر چشم شوق کے پردے
انھیں کو کھول لیا ۔ کھول کر بچھا بھی دیا

کسی کو موت ہی کے انتظار میں رکھا
کسی کو موت بھی دی ۔ رتبۂ بقا بھی دیا

دوا کا شکر کروں اب ۔ کہ درد کا شکوہ
دوا بھی درد کی دی ۔ درد لا دوا بھی دیا

ہمارے دل میں خوشی کس طرح قدم رکھتی
ہجوم غم نے کہیں اوس کو راستا بھی دیا

بتا دو درد جگر! ہم نے کیا بگاڑا تھا
کہ تو نے اوٹھکے اوٹھا بھی دیا ۔ گرا بھی دیا

ہزار درد کے نغمے بھرے ہیں سینے میں
ہوا نہ ضبط ۔ تو نالہ کوئی سنا بھی دیا

تمھارے درد محبت کے جائیے صدقے
کہ اوس سے ساتھ ہمارا بھی ۔ جان کا بھی دیا

ادا تو دیکھیے ۔ سب سے چھپے ہو بھی تو
سمجھ دیکھو نہ سنا بھی دیا

مشاعرے میں یکایک ہم آ گئے حافظ
ردا ردی میں جو کچھ کہہ لیا سنا بھی دیا

گرد بیت اللہ پھرنا جب کبھی یاد آ گیا
ہم کو چکر آ گیا۔ گھر بیٹھے سر چکرا گیا

دل کے آئینے میں یہ کس کا تصور آ گیا
آپ دیکھی اپنی صورت۔ آپ ہی شرما گیا

ہم کسی کے ذکر خفی سے مزہ کیا پا گیا
وجد میں سینے سے لب تک بار بار آیا گیا

ہم تھے بے ہوشی تھی۔ کچھ سدھ بدھ نہ تھی تکلیف کی
ہوش میں پوچھے کوئی کمبخت تو کیوں آ گیا

روز روشن تیرہ۔ تیرہ بختیں دونوں ہیں ایک
دھوپ جب نکلی تو دل پہ ابر غم کا چھا گیا

آج اک تکلیف ہے کل دوسری تکلیف ہے
آج کل کس برج میں میرا ستارہ آ گیا

دوزخ کے غم جیسے ہم عمر بھر کھایا کیے
یہ مزہ دیکھو کہ وہ غم ہم کو مزے سے کھا گیا

غنچۂ دل اور پھر خوف و رجا کا سامنا
بات کرتے مسکرایا۔ بات میں مرجھا گیا

حشر میں یا فرد عمل پاکر مجھے کہنا پڑا
حق ہے۔ جو میرا لکھا تھا سامنے آ گیا

ہجر میں راتیں مدینے کی۔ کریں کیا کر کے یاد
چاندنی چھٹکی تو آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا

کیا کریں کہ آنکھوں میں سماتی نہیں عزت کے پیر
جی نہیں لگتا کہیں کہ دریا گیا۔ صحرا آ گیا

ہائے دل۔ کمبخت دل بہکے ہیں اب
ہائے میں کمبخت کیوں دل کے کہے میں آ گیا

صحبت حالی کا شعر پاکیے پاس انفاس کا
خود نکل کر گھرتا جو دم کے ہاتھ سے تنگ آ گیا

تصویر کو دے چکا ہوں دل تمھیں تو دل کے مالک ہو
تمھارا ہی تو ہے جس کو پیارا تم نے کر جانا

تمھارے دردمندوں کا بس اللہ والی ہے
دعا کو اک دوا جانا – دوا کو بے اثر جانا

مرا مطلب اتنا ہے – لکھا چھوٹا ہوا میرا
مجھے بھی لے کے اپنے ساتھ میرے نامہ بر جانا

نہ شیشہ و پیمانہ لیں کیوں اہل تقوے سے میری کیا ہے
یہ وہ نشہ نہیں ہے جس کو آتا ہو اوتر جانا

دل عاشق اگر زخموں سے بھر جائے تو بھر جائے
مگر جی کا نہیں ممکن کبھی زخموں سے بھر جانا

کیا وصف لکھوں رحمت محبوب خدا کا
فردوس اوسی کا ہے اوترایا ہوا شا کا

شاہ دو سرا کون – وہ کونین کے مالک
کونین پہ کس کا ہے – رسول دو سرا کا

مرقد میں نکیرین سے کہنا ہے تو یہ ہے
بندہ میں نبی کا ہوں – میں بندہ ہوں خدا کا

ہے توحید سے کیوں فرقہ پہ شرک ہی نجدی
ہے شرک موحد کو اگر حرف ندا کا

دیدار خدا کا جسے انکار ہو دل سے
اوس کو ہو قیامت میں نہ دیدار خدا کا

لے جائے نصیب آنکھوں میں روضے سے لگاؤں
بدنام ہوں – دنیا مجھے کہتی ہے لٹا کا

جب صلّی علیٰ منھ سے لیا نام مبارک
اک شور ہوا صلّی علیٰ صلّی علیٰ کا

وہ بدر دجیٰ شمس ضحیٰ کون – وہی ہیں
شب بدر دجیٰ کی ہے – تو دن شمس ضحیٰ کا

جاتی تو ہو اوڑتی ہوئی روضے کی طرف کو
لے جائے مجھے ساتھ – تو احسان صبا کا

ہائے وہ گوشت کا ٹکڑہ کہ بشر کا دل ہو
اور پھر دل ہی نہ ہونا - دل شیدا ہونا

نہ ملی اور جگہ کیا کوئی ایسی نازک
درد کو تھا جگر و دل ہی میں پیدا ہونا

گنے جاتے نہیں جو عشق میں جھیلے صدمے
اور معلوم نہیں اور ہے کیا کیا ہونا

ایک دل اور ہجوم الم و حسرت و یاس
روز ہنگامۂ تازہ کوئی برپا ہونا

گرد پھرنے لگے پروانے تو یہ راز کھلا
اس لیے شمع کو تھا انجمن آرا ہونا

نغمۂ نعت چمن میں جو کبھی سن پایا
بلبلیں سیکھ گئیں زمزمہ پیرا ہونا

تخلیہ چاہتی ہے فکر سخن ای حافظ
کیا کریں - ہم کو میسر نہیں تنہا ہونا

عالموں ہی پہ نہیں اکرام لطف اللہ کا
عامیوں پہ بھی ہے لطف عام لطف اللہ کا

ہو رہیگا ایک دن لطف خدا سے کامیاب
کلمہ پڑھتے پڑھتے مرنا کام لطف اللہ کا

مقبرہ آنکھوں کی ٹھنڈک - مقبرے میں ہے بچھا
فرش راحت - بستر آرام - لطف اللہ کا

پھر وہ لطف الٰہی سے نہ ہوں کیوں شاد دل
رکھتے ہیں ورد زباں جو نام لطف اللہ کا

پا رہے ہیں لذت جاں - لذت کام و زباں
نام لیوا لے رہے ہیں نام لطف اللہ کا

کوئی اونٹے ہو کر اٹھے - واہ رے شان جمال
لطف کرنا ایک اونٹے کام لطف اللہ کا

مہر و مہ کا - سب سبب کیا ہے [illegible]
کر لیں [illegible] لطف اللہ کا

فیضِ روحانی ادھر سے - لطفِ روحانی ادھر
ہے مریدوں پر توجہ کام لطف اللہ کا

نام پہ حج کا کیا - منظور تھا حج کا سفر
تھیں کفن کی چادریں احرام لطف اللہ کا

لطفِ جان - لطفِ زباں - لطفِ تصور - لطفِ ذکر
دے رہا ہے لطف کیا کیا - نام لطف اللہ کا

نام لطف اللہ کا حافظ! لکھا ہر شعر میں
لطف سے خالی نہ پایا نام لطف اللہ کا

اچھے اچھوں سے تری آنکھ کا بیمار اچھا
اور بیمار سے گیسو کا گرفتار اچھا

اور بازاروں سے ہے حشر کا بازار اچھا
اور بازار میں عصیاں کا خریدار اچھا

ہے جو منظور کہ ہو جائے نہ بیمار اچھا
بہت اچھا بہت اچھا مرے سرکار اچھا

پھوٹی کوڑی کو نہ لینگے ہیں کوئی مفت نہ لے
ہے یہ ناکارہ غلاموں کا خریدار اچھا

اہلِ محشر مجھے دیوانہ ترا جان گئے
وہی سودا زدہ رسوا سرِ بازار اچھا

رونقِ بازار سنا کرتے تھے ہم آٹھوں پہر
گرم اوس کوچے میں ہے روز کا بازار اچھا

جیسے ننگوں کو جو مل جائے تو نعمت ہے یہ مفت
خاک کا فرش - ترا سایۂ دیوار اچھا

حشر کے روز جو تھے آپ کی رحمت کا تکے
وہ سیہ روز سیہ نامہ سیہ کار اچھا

مجھکو مخلوق برا کہتی ہے سو بار کہے
میں برا ہوں کہ بھلا - کہدیں وہ اک بار اچھا

صدقہ محشر میں کرا رحمتِ حق نے مجھکو
کہ یہ بندہ ہے مرا - اس کا مددگار اچھا

یہ بھی اک رازِ نہاں ہے کہ چڑھی ہیں آنکھیں
مستِ الفت کو جو دنیا کہے مخوار اچھا

آکے صحرائے عرب سے میں بنا لوں پلکیں
پاؤں میں ٹوٹ کے رہ جائیں اگر خار اچھا

اون کے بیمار کا اچھا ہی نہ ہونا بہتر
پوچھتے رہتے ہیں جب تک ہو بیمار اچھا

ذوقِ شعر ایسا ہی ہے جو سرکار کو بیحد تھا پسند
شعرِ حافظ کا نہیں کوئی بھی زنہار اچھا

عاشق نہیں ہیں کچھ آج کل کا
ہے عشق ازل سے حسنِ ازل کا

ہر بیت وصفِ بیت النبی کی
رکھتی ہے رتبہ بیت الغزل کا

جبریوں کی گٹھری سر سے گرا دے
ای بیخودی یوں کر بوجھ ہلکا

مرنے نہیں دیتی ای سخت جانی
رہ کے کھڑی ہے ناکا اجل کا

میزانِ محشر کی تول سمجھی
توڑا یہاں ہے حسنِ عمل کا

طیبہ سے آکر جنت میں لوٹا
جو آسرا تھا نعم البدل کا

داغوں کی دولت گھر بیٹھے پائی
دل کا چمن ہے گھر پھول پھل کا

دردِ دروں سے پٹتی نہیں کل
پہلو میں دل ہے پھوڑا بغل کا

دشمن جو ہو دور اک تیر سمجھو
جب پاس بیٹھے گویا اجل کا

شادی ہو یا غم دل میں ہیں توام
دل ہے ہمارا یا تنگ دو پلکا

آنسو گرے کب جب دل بھر آیا — لبریز ہو کر یہ جام چھلکا
اک دانت گرنا کھڑکی قضا کی — موے سفید اک پیغام اجل کا
اونکی نظر ہے پلّے پہ اپنے — پلّا ہے بھاری حسن عمل کا

رو دھو چکے ہم جی بھر کے حافظ
دھونا ہے مشکل فردِ عمل کا

میں مومن ہوں بندہ ہوں مولا علی کا — ہے ایمان میرا تولّا علی کا
جو نامی ہیں سب مجھکو پہچانتے ہیں — میں گمنام ہوں نام لیوا علی کا
علی جانتے ہیں نبی کے مراتب — نبی سے کوئی پوچھے رتبہ علی کا
حسن ہی کا حق تھا امامت کا منصب — مصلّی نے پایا مصلّے علی کا
مبارک تجھے نفی و اثبات صوفی — یہاں ذکر ہے شغل ہے یا علی کا
علی میرا مولا علی میرا آقا — درم ناخریدہ ہوں بندہ علی کا
کسی دل قبلہ سے ہم نسبتا ہے — مقام ولادت ہے کعبہ علی کا
یہ دارالولادۃ وہ دارالخلافۃ — ہے مکہ علی کا مدینہ علی کا
نبوت ولایت کا ہے فرق ورنہ — جو دادا نبی کا وہ دادا علی کا
نبی کا ہے بھائی ۔ نبی کا ہے داماد — لقب ہے یداللہ کس کا علی کا

کہاں شیر حیوان کہاں شیر یزدان
زبس دوستی سے ہے تجھ کو علی کا

ہے سیراب فیض ولایت سے عالم
چلو پیاسو! بہتا ہے دریا علی کا

اگر شیر سن لے تو پیتا ہو پانی
لگا لے دو نعرہ مجھے یا علی کا

نہ پوچھو یہ حافظ سے کس کا ہے بندہ
علی کا علی کا علی کا علی کا

پھر کے جیتا اون کے در سے یہ غلام آیا تو کیا
شاد کام آیا تو کیا - ناشاد کام آیا تو کیا

دیکھیے - دیکھیں - دم دیدار عام آیا - تو کیا
دیکھنے کے بعد حیرت کا مقام آیا تو کیا

غیر حاضر کا جو روضے پر سلام آیا تو کیا
جو نہ آیا تیرے در تک اوس کا نام آیا تو کیا

اے غنی! تو ہے غنی - میں ہوں غنی گر کا گدا
میں ہوں پیاسا یہ تو کیا ہے - تو بھرا آیا تو کیا

وہ ملیں مجھ سے یہیں حق - وصل ہو یا ہو وصال
اب دم آخر اگر کوئی پیام آیا تو کیا

جان کو پیغام موت آیا ہے - کرلی ہے سلام
پھر ادھر سے کوئی پیغام و سلام آیا تو کیا

اپنے پیاسوں کے لیے تم نے لگا دی ہے سبیل
شربت دیدار کا میں تشنہ کام آیا تو کیا

بے تامل - بے تردد - اٹھیے بزم پاک میں
پیش والیں دل میں اگر وقت قیام آیا تو کیا

کام کیجیے خدا - خلق خدا کے واسطے
کام جو تو نے کیا تیرے ہی کام آیا تو کیا

سب میں انگشت شہادت کے اشارے سے شبیہ
صاف دو ٹکڑے ہوا ماہ تمام - آیا تو کیا

اول آنا - آخر آنا - غش کو آنا تھا ضرور
ابتدا ہی - دم دیا پیغام - آیا تو کیا

تم نے خود - پردہ اٹھا کر - کر دیا بے اختیار
آنے والی دل کی ہچکی یا روک تھام - آیا تو کیا

حکم ہو مولیٰ! کہ حافظ کو نہ روکیں پاسبان
آستانے پر غلاموں کا غلام آیا تو کیا

نافہ جو کہیں سونگھ لے طیبہ کے ہرن کا
نشہ ابھی ہو جائے ہرن مشک ختن کا

چھوڑا نہ کوئی تار بھی پیراہن تن کا
دیوانے کو یارب نہ ملے تار کفن کا

دل چھوڑ کے وطن میں جو چلا جائے وطن سے
ہو دور وطن سے تو رہے پاس وطن کا

بو گل کی گئی - جا کے لگا لائی کہیں سے
بلبل نے تو رستا بھی نہ دیکھا تھا چمن کا

ہاتھ آئے جو ہم کو تو ہم آنکھوں سے لگا لیں
جس پیرہن تن سے چھپے نور بدن کا

مرنا تو وہ مرنا ہے جو مرنے سے ہو پہلے
مر جائے تو محتاج نہ ہو گور و کفن کا

قبلے کی طرف پھیر نہ دیں اپنے بیگانے
روضے کی طرف نزع میں ڈھل جائے جو منہ کا

گرپٹ نے گھلا کر مجھے اس درجہ مٹایا
رکھا نہ لحد کا نہ گڑھے کا نہ کفن کا

ای پاے جنوں! کر نہ پھرا کر مجھے رسوا
ای ہاتھ! ڈھکا رہنے دے پردہ مرے تن کا

سکتہ دم دیدار ہوا آنکھ کے در انداز
وہ غنچہ بھی نہ حیرت سے دیا چشم زدن کا

دیتے ہیں تھکے وقت جواب اپنے بیگانے
سچ ہے کہ پھرے ساتھ ہیں اعضا سے بدن کا

پلۂ اعمال بھاری ہو کہ ہلکا حشر میں
رحم کا پلّا رہے میری طرف جھکتا ہوا

عالمِ بالا کو ہے بالِ ہما سے بھی سوا
عرشِ اعظم پر پھریرا آپ کا اوڑتا ہوا

کہتے ہیں وہ دیکھکر سینے کے داغوں کی بہار
یہ تو اک تختہ چمن کا ہے پھلا پھولا ہوا

نام بھی لیتا نہیں طیبہ سے آنے کا کوئی
لے گیا جو مرغ میرا نامہ وہ عنقا ہوا

ہاں خدا کی دین ہے یہ مول مل سکتا نہیں
عشق کا سودا کبھی کیا بازار کا سودا ہوا

حسن حضرت کا - تصور کی نظر پر چڑھ گیا
حسنِ یوسف خواب سا ہے دھیان سے اوترا ہوا

آہ کرنی ہی نہ تھی - اب ہم کریں تو کیا کریں
راہ سے پھرتا نہیں - جو تیر ہے چھوٹا ہوا

خیر و شر کا تو ہے خالق - اوس کے عامل نیک و بد
نیک و بد - جیسا جسے پیدا کیا پیدا ہوا

پاوں توڑے - سر بھی پھوڑا مفت جاکر دیر پہ
میری قسمت میں تو جو کچھ ہونے والا تھا - ہوا

تھی بغاوت یا ادب، یہ علم ہے اللہ کو
شکر ہی منہ سے کیا - دل میں اگر شکوہ ہوا

ہو توارد بھی تو حافظ کیوں لڑیں باہم حریف
میل ہو آپس میں - گو مضمون ہو لڑتا ہوا

موج زن جب ہجر میں اشک کا سیلاب تھا
ابر تر کی کچھ نہ پوچھو کس قدر بے آب تھا

عشق کے دریا میں جو کودا وہی غرقاب تھا
وہ کہاں پہنچا ہے تہ کو جو کہے پایاب تھا

چہرۂ پرنور اوس نورِ خدا کا رات دن
چودھویں کا چاند تھا - خورشید عالمتاب تھا

تھی دمِ تکبیر دل کو اون کے [illegible] کی یاد
اور سجدے کو وہ ابروے کعبہ کی محراب تھا

اب تو جوشِ گریہ کے ہاتھوں سے پانی پھر گیا
دیدۂ تر میں تری جب تشنگی تھی بے آب تھا

پیاس سے کانٹے پڑے تھے ہر زبانِ خار پر
پاؤں کا ہر آبلہ مشکیزۂ پر آب تھا

گھونٹ شربت کا کہ جس کے پیتے ہی میں مر گیا
کیا بتاؤں میں - وہ شہدِ ناب یا زہراب تھا

کیا سماں تھا وہ کہ تھا بارانِ رحمت کا نزول
گرد عصیاں دھو رہا تھا میں تہِ میزاب تھا

فرشِ مخمل پر بھی مشکل سے مجھیں آتا تھا خواب
قبر میں دیکھا تو فرشِ خاک فرشِ خواب تھا

کان میں آوازِ حق زینت نظر میں وہ جمال
قبر میں آکر جو دیکھا ہم نے - وہ یہ خواب تھا

پوچھتے حافظ سے تو کیا پوچھتے منکر نکیر
جاں نثارِ آل تھا وہ پیروِ اصحاب تھا

جسکی تقدیر میں ہو آپ کا درباں ہونا
وہ نہ چاہے کبھی فردوس کا رضواں ہونا

عشق کو تھا ہمہ تن داغ نمایاں ہونا
اور اک حسن کے پتلے کو نگراں ہونا

ہاتھ لیجا نہ سکے تا بگریباں جو ضعیف
اے جنوں! اوس سے نہ تھا دست وگریباں ہونا

دیکھکر دل کو - یہ کہتے وہ پھرا اولٹے پاؤں
ہم کو منظور نہیں قیدیِ زنداں ہونا

دل رم خوردہ مرا انکو اگر ہاتھ آجاے
آپ ہی پیشِ نظر رکھکے نگہباں ہونا

عشق کی پردہ دری کے یہ تماشے ہیں یہ کھیل
چاکِ دل - چاکِ جگر - چاکِ گریباں ہونا

یاد رہو دس سے جمشید کی ہمہ وقت پکا حافظ
کام آسنے کا نہیں حافظ قرآن ہونا

کل تو سنتے ہیں کہ برپا حشر کا میلا ہوگا
دیکھی دید سے تماشے کا تماشا ہوگا

واصل حق جو ہوا حق کے سوا کیا ہوگا
قطرہ دریا میں جو مل جائیگا تو دریا ہوگا

تم ہوا پوچھے میں برا ہوں مگر اچھا اک بات
کہہ دو اچھا جو برے کو تو برا کیا ہوگا

ازلی ہی ہے فنا اور بقا کا اک راز
کہ جو ہوگا وہ نہ ہوگا جو نہ ہوگا وہ ہوگا

حشر کے روز اگر مجھکو نہ پوچھو گے تمہیں
اور پھر کون مرا پوچھنے والا ہوگا

مرنے والے کبھی مرنے سے پھرا کرتے نہیں بھی
توبہ توبہ یہ کسی اور کا شیوہ ہوگا

ابھی دم بھر کو چلے آؤ کہ ٹل جائیگی اجل
ابھی دم بھر میں پیام اجل آتا ہوگا

اور بیمار پھر ایسا نہ ملیگا ورنہ
اور کا بیمار جو مر جائیگا اچھا ہوگا

ہیں گنہگار ترا میرے گنہ سب ہیں ترے
حشر میں سب سے بڑا بخشنے والا ہوگا

چھوڑ کر دشت عرب ہند کے صحرا میں پھرا
اور دیوانہ کوئی مجھ سے سوا کیا ہوگا

اپنی پہچان تو محشر میں بتادے زاہد
نہ یہ تسبیح نہ یہ جبہ نہ عمامہ ہوگا

ہم تو جانے ہیں قیامت اگر آئیگی تو آ
اس کو دیکھیگا وہی جو کوئی جیتا ہوگا

پاس وحشت میں ایسا نام ہے جس کا چکر
خیر چلے پہنچا ہے پکار سے سر میں تو سودا ہوگا

حشر کے نام سے اک دھوم کی اٹھیگی برات
سب کو معلوم ہے۔ جو حشر کا دولھا ہوگا

نور ایمان نہ لیا ساتھ اگر اے حافظ
اور پھر قبر میں کس شے کا اوجالا ہوگا

لاکھ پردوں میں بھی پوشیدہ نہ جلوہ ہوگا
دیکھ لیگا جو ترا دیکھنے والا ہوگا

وہ اک شمع ہے کہ گرد اوسکے پتنگوں کا ہجوم
ہم تو سمجھے تھے کہ پردے میں وہ تنہا ہوگا

مرنے والوں کو بھی انجام بتا دے کوئی
جینے والوں کو تو معلوم ہے۔ مرنا ہوگا

چوٹ پر چوٹ محبت کی اوٹھانے والا
دل جو پتھر کا۔ تو لوہے کا کلیجا ہوگا

وہ امانت۔ وہ تری آگ۔ وہ رکھتا کون
وہی بدنام ترا خاک کا پتلا ہوگا

وہی دل جائے خدا سے جو خودی سے نکلے
آپ میں رہکے تو خود بیچ کا پردہ ہوگا

چاک کردے جو کہیں ناخن غم سینے کو
کسی حسرت کے نکلنے کو ترستا ہوگا

کوئی مرجائے تو باقی نہ رہے بیماری
تیرا بیمار تو مرکر بھی نہ اچھا ہوگا

درد صدقہ ہے محبت کا۔ نہیں دل کا طفیل
دل نہ ہوگا بھی تو کیا درد نہ ہوگا۔ ہوگا

میری بکواس کے ماتھے ہو ابھی بدنامی
چپ رہونگا میں تو چپ کا مری چرچا ہوگا

دل سے نکلی ہے نہ نکلیگی تمنا تو کبھی
یہ جو آنکھوں سے گرا۔ خون تمنا ہوگا

مرمٹوں کو ترے۔ دیکھیے تو کوئی کھولکے قبر
تار تک بھی نہ کفن کا کوئی میلا ہوگا

…یا عجب چشمۂ رحمت میں ڈبو کر چھوڑے
سر سے اونچا جو نہا مسلت کا لپیٹا ہوگا

…ات بھر کے لیے بے پردہ وہ آئے بھی اگر
میرے گھر شام ہی سے نور کا تڑکا ہوگا

آج کیوں بزمِ سخن پہ ہے اداسی چھائی
حافظِ غمزدہ کیا زمزمہ پیرا ہوگا

…ب بھی ہیں شیدائے عجب - دل بھی ہے شیدائے عجب
دونوں کہتے ہیں بہم - ہائے عجب - واہ عجب

…صبا جاجیو! تم خیر سے دیکھ آئے عجب
کچھ سنا دیجیے ہم کو بھی خبر ہائے عجب

…م کو مشکل نہیں کچھ اے مرے مولائے عجب
میرے دل میں مری آنکھوں میں سمایا عجب

…ب دیوانہ کو بہلاؤں میں اب کیا کہکر
ہائے وہ خارِ عجب - ہائے وہ صحرائے عجب

…ب جو حیرت کا ہیں پتلا تو نہیں کچھ حیرت
پتلیاں دیکھکے آئی ہیں تماشائے عجب

…ل میرے - یہ صدا دیتے ہیں پہلے پھیرتے
آہ کہ تجھے ہم بھی کبھی یاد ہیں پیاسے عجب

…مردہ کو جلاتے تھے مسیحِ مریم
دلِ مردہ کو جلاتا ہے مسیحائے عجب

…ش ایسا ہو خدا کا کوئی پیارا بندہ
ساتھ لے جائے مجھے اور دکھلائے عجب

…نے دیکھی ہے مدینہ میں وہ روضے کے قریب
روکشِ خلد ہے جو جنتِ ماوائے عجب

…کو جنت کے پھلوں پر جو ہے ناز اے رضوان
ابھی چکھے ہی نہیں تو نے ثمرہائے عجب

…ا دیکھے صبا کہدے سلام حافظ
ایک مہندی ہے مگر دل سے ہے شیدائے عجب

اچھا ہے جو اچھا نہ ہو بیمارِ محبت
صحت سے مزیدار ہے آزارِ محبت

انکار سے چھپتے نہیں اطوارِ محبت
چہرے سے عیاں ہوتے ہیں آثارِ محبت

تنگ آکے نصیحت سے یہ ناصح کو دعا دی
اللہ کرے تجھکو گرفتارِ محبت

دل میں ہے چمک درد کی سینے میں اجالا
انوارِ محبت ہیں یہ انوارِ محبت

اخفاے محبت کا سبق دیتی ہے دانش
دل کا ہے تقاضا کہ ہو اظہارِ محبت

طعنے ہمیں دنیا نہ ملامت ہمیں کرتا
ہوتا جو کوئی محرمِ اسرارِ محبت

ڈرتے نہیں مرنے سے بھی جو اہلِ وفا ہیں
مر جاتے ہیں کرتے نہیں انکارِ محبت

کھٹکے کا نہیں خارِ عشق اوس کو زیادہ
جب تک کہ گلے میں نہ ہو زنارِ محبت

ڈرتا ہوں کہ ٹوٹے تو کہیں پھانس نہ رہ جائے
دل میں جو کھٹکتا ہے ابھی خارِ محبت

اچھا ہے جو تم دیکھ لو خود ایک نظر سے
بچتا نظر آتا نہیں بیمارِ محبت

کچھ بیچنے کو جاؤ گے تو بک جاؤ گے حافظ
دیکھا بھی ہے تم نے کبھی بازارِ محبت

فرض آپ کی اطاعت یا سورتی محدث
ذکر آپ کا عبادت یا سورتی محدث

تم نے چلائی سنت یا سورتی محدث
تم نے مٹائی بدعت یا سورتی محدث

تم شاہِ دیں ہو مخدومِ مسلمیں ہو
اپناؤ دمِ شریعت - یا سورتی محدث

تم زاہد و مجاہد ہو یا وصی احمد — تم صاحبِ فضیلت یا سورتی محدث

الو احمدوں میں تو بالا نشیں تمہیں ہو — تم ہو خدا کی رحمت یا سورتی محدث

دنیائے دینِ حق میں ہے روشنی تمہاری — تم ہو سراجِ ملت یا سورتی محدث

لکھکر نئے حواشی ، طلاب پر تمہیں نے — رکھا ہے بارِ منت یا سورتی محدث

آگے تھی علمِ دیں کی کب روشنی یہ پھیلی — کھوئی تمہیں نے ظلمت یا سورتی محدث

کرتا ہے تہ ادب کے زانو تمہارے آگے — درسِ کتاب و سنت یا سورتی محدث

مولد کی محفلیں ہیں برپا تمہارے دم سے — مولد تمہارا سورت یا سورتی محدث

سرکارِ مصطفٰے سے - سردارِ انبیا سے — تم کو ہے خاص نسبت یا سورتی محدث

ایمان کی تو یہ ہے تم نے بہت بچایا — ایمانِ اہلِ سنت یا سورتی محدث

بے وحدتوں کے دل میں کچھ ہو گئی قدرِ کثرت — تم اور کنجِ وحدت یا سورتی محدث

اکرام آپ کا ہے اکرام مصطفٰے کا — ہیں آپ شانِ ملت یا سورتی محدث

تفسیر اپنی تم کو خود ہی بتا رہی ہے — ہر سورت اور آیت یا سورتی محدث

اب کون ہے محدث ایسا فقیہِ کامل — ختم آپ پر فقاہت یا سورتی محدث

ہیں رحمتِ الٰہی کی آیتیں ہزاروں — تم بھی ہو ایک آیت یا سورتی محدث

صورت سے ہے درخشاں نورِ جمالِ ایماں — سیرت نبی کی سیرت یا سورتی محدث

تم چل بسے تو ٹوٹا مجھ پر پہاڑ غم کا
پاکیزہ استقامت - یا سورتی محدث

تھی پہلی بیعت ہی کی وہ خاک جس سے تم نے
پایا خمیر طینت یا سورتی محدث

پیر فلک جھکا ہے گویا یہ چاہتا ہے
چومے تمہاری تربت یا سورتی محدث

آکر گری قدم پہ دنیا تو لات ماری
اللہ رے قناعت یا سورتی محدث

تعلیم دیں کی دھن تھی صوم و صلوٰۃ کے ساتھ
پائی نہ تم نے فرصت یا سورتی محدث

کرتے ہیں یاد تم کو - روتے ہیں یاد کر کے
چھٹتے ہیں اہل سنت یا سورتی محدث

اکثر سنا ہے تم سے یوں خوش عقیدتوں نے
حافظ ہو خوش عقیدت یا سورتی محدث

اور نبیوں کے بھی ہے سر پہ تاج
تاجدار مدینہ ہیں سرتاج

جس گدا پہ ہوئی نگاہ کرم
کر دیا تاجدار دے کر تاج

خاک در ہم نے ڈال لی سر پر
نہ ملا اور اس سے [illegible]

چہرہ مہرہ ہے آپ کا خود نور
اور عمامہ اک منور تاج

ہر طرف ہے تمہاری تاجوری
تاج سر کو جو اولو - ہے سرتاج

واہ وا - خوبی اور محبوبی
کیا سجا فرق تاجور پر تاج

ہیں رسول آپ اور شمیم رسل
یہ ملا اور تاج پاکر - تاج

آپ کا راج تاج ہے دائم
سب کے تاجوں سے ہے یہ بہتر تاج

اور زینت بڑھی ہے موتیوں سے
اور چمکا رہے ہیں گوہر تاج

تم کو اللہ نے دیا سب کچھ
سلطنت - ملک - تخت - افسر تاج

اور بھی کچھ سناؤ گے حافظ
یا پڑھے جاؤ گے برابر تاج

روتے ہیں اب تو اس کو بلا لو کسی طرح
در پہ کھڑا ہوا ہے جو دیوار کی طرح

دل کو لبھا گئی نگہ ناز کی طرح
للہ - دیکھ لو مجھے پھر بھی اوسی طرح

ختم الرسل ہے کوئی - نہ خیر البشر کوئی
پیدا ہوا ہے کوئی نہ ہوگا تری طرح

مرنا ہے آج سنتے ہیں مہجور آپ کا
اچھا بھی ہو گیا - تو جیے گا بری طرح

مرنے کے ساتھ لیے اپنی ہے بڑا گناہ
پھر یہ گنہ معاف نہ ہوگا کسی طرح

گو فرش خاک ہو مگر اون کی گلی تو ہو
اچھی طرح کٹے گی جو گزری بری طرح

آتے نہیں کبھی وہ بلاتے نہیں کبھی
کٹتی نہیں فراق کی گھڑیاں کسی طرح

تارے گنے ہیں تڑپے ہیں - آنسو بہائے ہیں
ہم نے تمام رات گزاری اسی طرح

تھے ساتوں آسمان مری ایک آہ کے
خوف خدا سے دیدہ و دانستہ دی طرح

میری حیات و موت زمانے سے ہے جدا
جینا نئی طرح مجھے مرنا نئی طرح

اس طرح میں تو شعر نکلتا نہیں کوئی
حافظ غزل کو ختم کرو بھی کسی طرح

اون کے روضے پر چھائی ہیں اور چڑیاں شاخ شاخ
مرنے والوں کے بھی ہیں گویا طائرِ جاں شاخ شاخ

دیکھا ہو تو بہت ہر کھیل قدرت کا یہی
پھول اوترتے ہیں۔ کھلا کرتی ہیں کلیاں شاخ شاخ

آتے ہی پیری کے۔ ہو جاتی ہر آرائش وبال
آپ ہوتی ہر خزاں میں ہر گ ریزاں شاخ شاخ

بات گو بے اصل ہو۔ شاخیں نکلتی ہیں ہزار
کم ہر۔ پھر چلتے ہوں پھندنے اور کلیاں شاخ شاخ

کوئی سمجھے یا نہ سمجھے، ہر خوش آیند ایک ایک
گیت گاتے ہیں جو مرغانِ خوش الحاں شاخ شاخ

سجدہ کرنے کو جھکی جاتی ہر روضے کی طرف
جانتی ہر تم کو اپنا دین و ایماں شاخ شاخ

لائے ہیں شاید کہ بلقیس و سلیماں کا سلام
ہیں درختِ روضہ پر مرغِ سلیماں شاخ شاخ

ہر ہوا سے روضہ یا دلالہ ہر اشجار کی
وجد کرتی رہتی ہر۔ ہو ہو کے جنباں شاخ شاخ

وہ درختِ روضہ کا ہلنا۔ وہ پتوں کی صدا
ہم تو سمجھے، پڑھ رہی ہر نظمِ قرآں شاخ شاخ

کیا لبِ لعلِ نبی کا وصف کوئی لکھ سکے
گو قلم کے واسطے ہو شاخِ مرجاں شاخ شاخ

حافظ اوسکی مدح کیا لکھوں، ہیں جس کے مدح خواں
قطرہ قطرہ۔ ذرہ ذرہ۔ باغ و بستاں۔ شاخ شاخ

گوش دل سے کون سنتا ہر فغانِ اہل درد
درد دل ہو تو سنے سمجھے بیانِ اہل درد

آنکھ والا کون ہے - پہچان والا کون ہے
کیا کرے ہو کر عیاں دردِ نہانِ اہلِ درد

گوشِ گل کر - باغباں بیدردِ بلبل دردمند
کان رکھکر کون سنتا ہے فغانِ اہلِ درد

کیوں نہ ہو پیارا کہ جینے کا سہارا ہے یہی
ہے ترا دردِ محبت ہی توانِ اہلِ درد

نام تک دنیا سے مٹ جانا یہی ہے یادگار
بے نشانی کے سوا کیا ہے نشانِ اہلِ درد

راہِ طیبہ کا ادب اشکوں سے کوئی سیکھ لے
سر کے بل گھر سے چلا ہے کاروانِ اہلِ درد

درد اوٹھتا ہے تو پھوٹے منہ سے کچھ کہتا نہیں
ہوتا ہے دردِ دل رازدانِ اہلِ درد

ہم جہاں ہیں آ کہ نہیں سکتے وہ کیسا ہے مقام
سب جہانوں سے نرالا ہے جہانِ اہلِ درد

کچھ سمجھنا ہے تو پہلے دردِ دل پیدا کرو
یوں سمجھ میں آ نہیں سکتی زبانِ اہلِ درد

دردمندانِ محبت ہی کے سر سہرا رہا
تھا یہ کس کا منہ کہ ہوتا نوحہ خوانِ اہلِ درد

سننے والے کہتے ہیں سن سنکے حاوؔد کی غزل
کوئی مجذوبوں کی ٹہرہ ہے داستانِ اہلِ درد

کوئی شیریں نہیں ذکرِ پیمبر سے لذیذ
بات میٹھی میٹھی باتوں کی ہے شکر سے لذیذ

اون کے دیوانے نے اتنک زہر تو کھایا نہیں
اور کھانا کوئی بھی پایا نہ پتھر سے لذیذ

سر نے ٹھوکر کھائی اون در پر تو نکلی یہ صدا
ٹھوکریں ہونگی کہاں اس در کی ٹھوکر سے لذیذ

اللہ اللہ روحانی کو پہنچی ہی نہیں حسِّ زباں
جامِ کوثر کا ہے پانی حوضِ کوثر سے لذیذ

نہ ہوں کیوں پاک آلِ پاک کے پیرو گنہگاری
نزولِ آیۂ تطہیر ہے آلِ پیمبر پر

پیمبر لے نہ پائی کافروں سے کبھی تو وہ اپنا
جفائیں کلمہ گویوں نے جو کیں سبطِ پیمبر پر

مجھے وحشت لیے جاتی ہے صحرا کو نہیں ٹھہرا ہوں
کہیں گھر میں نہ ہوں تشریف لائیں جو مرے گھر پر

وہ مجھکو پیار سے ٹھکرائیں میرا کام ہو جائے
تصدق ہو مرا دم اوس قدم پر پیاری ٹھوکر پر

بڑھاتا ہی تار اشکوں کا تصور شہرِ طیبہ کا
عجب حسرت برستی ہے ہمارے دیدۂ تر پر

روا رکھتے نہیں اپنے قدم بوسوں کی پامالی
قدم پر سر ہے میرا - وہ قدم رکھتے نہیں سر پر

تبسم نے تکلم نے بڑھا دی حسن کی گرمی
شرف دانتوں کو گوہر پر پسینے کو ہے اختر پر

تصدق ہونے کے قابل ملیگا ایک ہی روضہ
پڑا گردونِ گرداں روز چکر کھائے چکر پر

اوٹھی قبلے کی جانب وہ رحمت کی گھٹا کالی
مزہ ہو چھیڑ دے پانی - برس کر دامنِ تر پر

شفاعت کرنے کی ہمت نہیں پڑتی رسولوں کو
قیامت میں قیامت اور ٹوٹی اہلِ محشر پر

لکھا ہوتا یہی ای کاش میری لوحِ قسمت یا
جبیں سائی کریگا عمر بھر یہ آپ کے در پر

کریں کیا - بے بسی نے روک رکھا ہے یہاں حافظ
اگر بس ہو تو اوڑ جائیں مدینے کو - لگا کر پر

دلِ دیوانہ آیا لوٹ کر اوس در کے پتھر پر
کروں سجدہ تو اوس در پر - جو سر پھوڑوں تو اوس در پر

تمنا ہی رہا کو آئے نہ اپنی فصد کی نوبت
رگِ جاں ہو گئی اوٹھکر فدا خود نوکِ نشتر پر

پیمبر پہ ہارست - قائم تھا نبوت کا
خدا نے حسنِ قدرت ختم کی آلِ پیمبر پہ

جو اس سے ہو غنی محروم - اگر مفلس نہ لے صدقہ
گدا سے لے تو کا بارِ احساں ہے تو انگر پہ

لپٹ کیا عشق سے جل جاتی ہے سوکھی ہوئی لکڑی
نہ آیا آتشِ جانانہ کو کیوں رشک منبر پہ

زیارت کا مزہ آیا - عبادت کا شرف پایا
نظر جب تک رہی قائم جمالِ روئے انور پہ

نہ کیوں آب دہن اون کا ہو میٹھا تلخ کاموں کو
شرف رکھتی ہے چکھی تھی اون کی آبِ کوثر پہ

صبا! تو جا سکے اندر - تو اتنا عرض کر دینا
کہ مشتاقوں کی اک ٹھٹھ لگی ہے آپکے در پہ

یہ امر و نہی و استقبال و ماضی منتخب سے ہیں
کوئی موصوف کا صیغہ بنا اوسکی ہے مصدر پہ

ہیں وہ سب سے بھی ہوں کمتر وہ سب سے بھی ہیں برتر
ہے اک برتر سے برتر کو نظر کمتر سے کمتر پہ

نہیں ہوتے جو موخر ہو مگر سب سے مقدم ہو
تقدم ورنہ ہوتا ہے مقدم کو موخر پہ

ہوس ہوتی ہے کیوں اک میر پایس کی تقدیر کو
نظر کیا تھا کہ پتھر ڈالتے ہم خاک پتھر پہ

نہ نقشِ قدم ہے اور میر النقشِ پیشانی
مگر وہ اور پتھر پر ہے - یہ ہے اور پتھر پہ

ہماری دونوں آنکھیں رات دن آنسو بہاتی ہیں
ادھر لوٹے ہے جو دل پر - ادھر پھوٹے مقدر پہ

اثر اوٹھا دکھایا آنسوؤں نے تا بہا ہے ہوا فقط
اوداسی چھا رہی ہے آج [illegible]

شورہ تنا پہنچا ہے بہشت دوزخ پہ
تو تو تر از دور ہے مشہور پہ

کامل ہو تصور تو نہیں دور علی پور
ہے سامنے آنکھوں کے بدستور علی پور

جنت کی طرح کیوں نہ ہو پر نور علی پور
دن رات ہے اک نور سے معمور علی پور

ہو دیکھنے والے سے کہیں دور علی پور
آنکھوں سے ہو ، دل سے نہیں مستور علی پور

صحبت ہے شب و روز سے پیر مغاں کی
نشے میں مے عشق کے ہے چور علی پور

مٹتا ہی کہاں تو مرے زخم جگر کا
ہے ہم اثر مرہم کافور علی پور

پیارا نہ ہو کس طرح جو پیارے کا ہو پیارا
تیری ہی نظر کا تو ہے منظور علی پور

سنتے ارنی انظر الیک اب بھی کسی سے
ہوتا اگر آباد سر طور علی پور

ہوتا نہ وجودی - کبھی کہتا نہ انا الحق
دیکھا نہیں تو نے کبھی منصور علی پور

مامور ہیں معذور - یہ معذور ہے مامور
آیا ہے یہ مامور یہ معذور علی پور

گھر بیٹھے مدینے کا سماں ہم کو دکھادے
کچھ تیری توجہ سے نہیں دور علی پور

بستی تری بڑھتی رہے - رونق تری دونی
تا حشر رہے تیری بلا دور علی پور

اوس نور کا ڈورا تو مدینے سے ملا ہے
جس نور سے معمور ہے بھرپور علی پور

لیتا ہے ادھر اہل تو ہے سب کی خبر بھی
کرتا ہے ادھر کفر کو کافور علی پور

کرتا ہے غنی اور توانگر فقرا کو
نعمت کے لٹا کر در منشور علی پور

آیا کوئی شاکی تو ہٹایا اوسے شاکر
عالم میں تری سعی ہے مشکور علی پور

دو آنکھوں کا اک دل کا وظیفہ ہے یہ حافظ
دن رات ۔ علی پور ۔ علی پور ۔ علی پور

ہر رنگ میں گل نے باندھے ہیں بلبل کے چار پہ
ہلکا سنی ہزار ۔ ہے بھاری ہزار پہ

دستِ جہان کون ۔ ہستیِ ناپائدار پہ
اس بے وفا کو پاکے کس اعتبار پہ

ساقی! تری نگاہ سے دل کو خدا بچائے
ڈر ہے کہ مست کر نہ دے ہوشیار پہ

لب پر تبسم ۔ اور تبسم نمک فشاں
کس پر نمک فشاں ۔ جگرِ داغدار پہ

جو نیک ہیں ۔ کھڑے ہیں سو رحمت کا منتظر
رحمت کو ہے نظر کسی عصیاں شعار پہ

لو ۔ دل کے ساتھ صبر بھی گھٹ گھٹ کے گیا
پہلو میں اک مزار بنا ہے مزار پہ

لے لیکے نام ۔ ہوتی ہے دریا میں ملتسبا
بیٹھا ہوں میں بھی کان لگائے پکار پہ

روزی جو مانگنا ہو تو مانگیں ۔ مگر نہ یوں
جس طرح کچھ ادھار نہیں ہے روزگار پہ

کیوں بلبلوں کا خون نہ سر پہ سوار ہو
سولی تو دی ہے جا کے کلی نے گل کو خار پہ

مستی وہ عشق کی ہے کہ جس کا نہیں خمار
نشہ چڑھا ہوا ۔ نہیں آتا اتار پہ

ہر برگِ خشک بار ہے ۔ بے بار ہیں شجر
کیا ہو گیا ۔ وہ ناز جو تھا سرکشی بہار پہ

بے سایہ قد کے سایے میں حافظ پناہ لو
ہوں جنتی فدا شجرِ سایہ دار پہ

خود بلالو ۔ خود بنا لو مجھکو مہمانِ حجاز
بے سرو ساماں ہوں میں اے میزبانِ حجاز

جان آنکھوں میں ۔ تصور میں ہو میدانِ حجاز
میری آنکھیں اور میری جان قربانِ حجاز

ہند میں ہم پاؤں پھیلا کر جو سوئے بھی تو کیا
ہوں سلامت پائے وحشت اور میدانِ حجاز

کھد گئے ہیں میری آنکھوں میں ہے جو دل کے پار
پاؤں میں کیا چبھ رہے ہے خارِ مغیلانِ حجاز

یہ کہاں تقدیر ہے میری کہ پھر دیکھ آؤں میں
ڈال کر آنکھوں میں آنکھیں نرگستانِ حجاز

کیوں وہ جائے دیکھنے کو سرو بستان کا خرام
جس کی آنکھوں میں پھرے سرو خرامانِ حجاز

آنکھ بھی ڈالوں نہ میں کحل الجواہر پہ کبھی
میری آنکھیں اور ہو گردِ بیابانِ حجاز

یہ خدا ہی جانتا ہے ۔ کیسی جنت ہے بقیع
تختۂ فردوس ہے گورِ غریبانِ حجاز

دل میں کچھ رکھ لو تم آنکھوں میں کچھ رکھ لو تم
جو نظر میں چبھ گئے خارِ مغیلانِ حجاز

کھل جاؤ تم سے کیا گل پھول کی باتیں کریں
تم نے دیکھی ہے کہاں فصلِ بہارانِ حجاز

ہم نہیں پستوں سے حافظ اور ہو سکتا ہے کیا
نقدِ جاں کر دینگے نثار نذرِ جانانِ حجاز

دکھا دے یا الٰہی پھر نبی کا روضۂ اقدس
ہماری دونوں آنکھوں کا ہے تارا روضۂ اقدس

[illegible] ۔ خدا کا دیکھ سب اچھا
[illegible] سب سے اچھا روضۂ اقدس

[illegible] ۔ وہ عرش [illegible]
تعالیٰ اللہ [illegible] سب سے اچھا ہے روضۂ اقدس

میں روزِ ازل ہی سے ہوں دیوانہ کسی کا
آگے بھی نہ تھے - ہوش کی گنتی میں مگر ہوش

آنکھیں ہوئی تھیں چار کہ ناگاہ غش آیا
کچھ رہ گئے تھے ہم ہوش کو، اتنے بھی نہ تھے ہوش

یوں عشق نے دیوانہ بنا کر مجھے لوٹا
تھی ہوش ہی کی عقل نہ کچھ عقل ہی کے ہوش

کس زلف معنبر کی - صبا لائی ہے خوشبو
لو ہو گئے اڑتے ہیں کیوں سر سے مرے ہوش

اے کاش وہ فرمائیں - لگا کر کوئی ٹھوکر
اٹھ ہوش میں آ ہوش میں - اے حافظ بیہوش

[illegible] - کیا ہے شاعر سا
سبق ترک ماسوا ہے خلوص

میرے دل میں بھرا ہوا ہے خلوص
میرے دل میں خلوص سا ہے خلوص

دلِ انساں کو دیکھتا ہے خدا
اور پھر دل کا دیکھتا ہے خلوص

دل بنا ہے خلوص کی خاطر
اور دل کے لیے بنا ہے خلوص

خلق و رنج و فکر - سب بیکار
دل میں اک ہے تو کام کیا ہے خلوص

کام نام و نمود کا ہے ریا
نام جس کا ہے لے ریا - ہے خلوص

ہم کو میزانِ حشر کی کیا فکر
کہ ہمارا چکا تُلا ہے خلوص

آفتوں میں گھرا ہوا ہے دل
اور دل میں چھپا ہوا ہے خلوص

دے دیا دل خلوص سے اس کو
جس نے دل کو مرے دیا ہے خلوص

ہے بیاضی یہ مختصر نسخہ | کہ رہا ہے مرض نہ دوا ہے خلوص

یہ تو مقصود دل نہیں حافظ
یہ سیاہی سے جو لکھا ہے خلوص

[illegible] یہ ہے کہ نہ کبھی عشق کا مرض | اس پر بھی [illegible]
کیا تھی خبر کہ علاج سے ہوگا سوا مرض | ہوتا رہا علاج تو بڑھتا رہا مرض
رخصت ہو چارہ ساز تو اپنا علاج کر | بیمار وہ ہے جس کو نہیں عشق کا مرض
تشخیص بھی غلط تری تجویز بھی طبیب | نادان کیا دوا ہے تری کیا مرا مرض
اک عشق اور [illegible] درد و رنج و غم | مجموعہ ہے یہ سیکڑوں امراض کا مرض
یاد طواف کعبہ میں چکر ہے سر کو آج | بیٹھے بٹھائے مفت یہ کیسا اوٹھا مرض
ہم جانتے ہی کیا تھے کہ ہوتی ہے کیا دوا | پہچانتے ہی کب تھے کہ ہے کیا بلا مرض
تم بھی بتاؤ گے تو پھر سنوں گا میں | پہلے مجھے بتا دے کہ تجھکو ہے کیا مرض
تیرے مریض غم کو طبیب آئے دیکھنے | چپکے اوٹھے چلے گئے سمجھا تھا [illegible] مرض
تیرے مریض کی یہ دم آخر یہ تھی دعا | اللہ دے کسی کو تو دے عشق کا مرض

حافظ تمہیں بتاؤ کہ میں کیا جواب دوں
پوچھیں جو آکے دوست کہ تجھکو ہے کیا مرض

جیتے جی ہجر سے چھڑا دو / مجبور ہی مر نہ جاے حافظ

کیا ضعف میں ہاتھ پاوں مارے / چلتے نہیں دست و پاے حافظ

دل کا دکھڑا سوا تمھارے / کس کو جا کر سناے حافظ

کب آئیگا واہ واہ کا وقت / کب تک کرے ہاے ہاے حافظ

دیکھوں نہ خیال میں بھی اون کو / وہ دن نہ خدا دکھاے حافظ

حافظ کی دعا نہ کوئی رد ہو / مقبول ہو یہ دعاے حافظ

حافظ کو ہر اک بلا سے۔ شر سے / محفوظ رکھ اے خداے حافظ

رحمت کا اگرچہ ہے بھروسا / عصیاں سے خدا بچاے حافظ

اشکوں سے۔ غموں سے۔ کیا بھلا ہو / جب تک نہ پیے نہ کھاے حافظ

گو اک سگ بے ادب ہے پھر بھی / آتا نہیں بے بلاے حافظ

دربار کریں وہ عام یا خاص / دربار میں بار پاے حافظ

مسکین و گدا و بینوا ہوں
ہے ایک یہی نواے حافظ

بندوں کو کردگار نے تیرا کیا مطیع / عالم کا تو مطاع ہے۔ عالم ترا مطیع

جنت میں اوس کا گھر ہے جو تیرا ہوا مطیع / اوسکی کہاں نجات جو تیرا ہے نا مطیع

پھیلا دیا حضور ہی نے نورِ معرفت
آگئے عرب ہیں کون تھا اللہ کا مطیع

توفیق ہو رفیق تو پھر پوچھنا ہی کیا
سرکش ہو کس طرح۔ جیسے رکھے خدا مطیع

اللہ ہی کا حکم اطیعوا الرسول ہے
اللہ کا مطیع ہے جو ہے ترا مطیع

تجھکو ہر آدمی کے عناصر میں دخل ہے
تیرے ہیں خاک و آتش و آب و ہوا مطیع

ہے آپ کے اشارے سے ہی عالم کا انتظام
شمس و قمر مطیع ہیں۔ ارض و سما مطیع

باغی تو ہے نہیں کہ خطائیں نہ ہوں معاف
بندہ خطا شعار ہے۔ سرکار کا مطیع

تو شاہِ مشرقین ہے۔ تو شاہِ مغربین
شاہِ عرب! عرب بھی۔ عجم بھی۔ ترا مطیع

گردن میں سب کی۔ تیری اطاعت کا طوق ہے
ہونگے نہ جاکے اور کے۔ تیرے سوا مطیع

حافظ خدا کا فضل۔ خدا کا ہزار شکر
حافظ کیا کلام کا اپنے۔ کیا مطیع

دریغ، فردِ عمل ہوگئی سیاہ۔ دریغ
اکیلی جان مری۔ اس قدر گناہ۔ دریغ

تمام عمر کیے روز و شب گناہ۔ دریغ
نہ کچھ سفید ہی سوجھا نہ کچھ سیاہ دریغ

یہ میری شامتِ اعمال۔ یہ گناہ۔ دریغ
خدا کی خلق ہوئی جاتی ہے تباہ۔ دریغ

ہے چاہِ معصیت اللہ۔ کس قدر گہرا
نہ پائی ڈوبکے بھی ہم نے جسکی تھاہ۔ دریغ

سیاہ۔ دل کو کیا۔ حبِّ جاہ نے لیکن
دلِ سیاہ سے نکلی نہ حبِّ جاہ۔ دریغ

گناہ ہو کوئی بے قصد تو گناہ نہیں
کیے ہیں دیدہ و دانستہ سب گناہ دریغ

یہ کیا ہوا کہ مدینے تک اب نہیں جاتے
وہ دل کے نالۂ دلہا - وہ دل کی آہ دریغ

یہی تو سب سے بڑا ہی مقام رونے کا
خدا کے سامنے جاتے یہ روسیاہ - دریغ

دہائی آپ کی دیتا ہوں یا رسول اللہ
ڈبوئے دیتے ہیں مجھکو مرے گناہ - دریغ

وہ وقت وزن عمل نیکیوں کی محتاجی
وہ ہر طرف مری حسرت بھری نگاہ - دریغ

عدم کو جاتے ہیں بار گنہ لیے حافظ
عدم سے آئے تھے دنیا میں بیگناہ دریغ

ڈر تھا ہمیں کہ کرینگے عقوبت وہ یا معاف
ہم نے کیا قصور تو انھوں نے کیا معاف

بندے نے جب کہا کہ خدایا خطا معاف
اس کی خطا معاف ہے اس کی سزا معاف

کرتے نہ تم خطا تو نہ ہوتی خطا کی خو
کیوں کی خطا معاف نہیں ہے خطا معاف

اے جرم عشق! تو تو لکھا تھا نصیب میں
تیرے فدا ہے تجھے رکھے خدا معاف

نادم کھڑا ہوں کہہ کے خطا ہے مرا شعار
میری خطا معاف ہو میری خطا معاف

میں کیوں ڈروں کہ جرم بہت بڑا ہے جرم
کچھ شرک تو نہیں کہ نہ کر دے خدا معاف

اک خون کے عوض میں تو دینا ہو خوں بہا
سو حسرتوں کا خون محبت کو تھا معاف

کہتے ہیں وہ کہ جب اونکے بہت سا کرا سنا
تیرا کہا معاف ہے تیرا سنا معاف

یہ حکم ہے - جو توبہ کرے صدقِ دل کے ساتھ — اوس کا ہر اک گناہ ہے چھوٹا بڑا معاف

ہم چھپکے جو گناہ کریں - دل میں ہوں خجل — وہ آئینِ عفو پہ تو کریں بر ملا معاف

حافظ شروع کر دی غزل اس زمین میں

میری خطا ہے - میری خطا ہے - خطا معاف

ابتدا عشق - انتہا ہے عشق — مبتدا عشق - منتہا ہے عشق

کہیں عاشق سے چھوٹتا ہے عشق — رگ و پے میں بھرا ہوا ہے عشق

بلہوس ہیں ہوس کے مارے ہوئے — جانتے ہی نہیں وہ کیا ہے عشق

ہر کسی کو یہ ہو نہیں سکتا — ظرف کو پہلے دیکھتا ہے عشق

کسی مجذوب کی یہ بڑ ہوگی — کہیں بندہ - کہیں خدا ہے عشق

آن میں گھر کے گھر بگاڑے ہیں — کیا بلا کا بنا ہوا ہے عشق

عشقبازی نہیں ہے کھیل کوئی — پہلے سمجھے تو کوئی کیا ہے عشق

دشمنِ جاں یہی - یہی محبوب — مدعی عشق - مدعا ہے عشق

عاشقوں کا خدا ہی والی ہے — خود مرض اور خود دوا ہے عشق

جس کے دل کا ہے نام عرشِ خدا — جس کے دل میں رسول کا ہے عشق

کسے یہ شان پایا ہے کم حافظ — قرب حق سے ملا بھلا ہے عشق

نیک کام اچھے کیے جا کام نیک
بات یہ ہے کام نیک انجام نیک

مرحبا اے عشق صادق! مرحبا
ہے ترا آغاز نیک انجام نیک

شیخ کیا زاہد کیا دیندار کیا
سب ہیں ساقی تیرے ہی آشام نیک

کیا غنی کیا بے نوا کیا پارسا
دیکھنے ہی کے ہیں سب اقوام نیک

تو ہی اے دل! اپنے جی میں کر حساب
کتنے بد کتنے کیے ہیں کام نیک

میں برا ہوں کیوں بھٹکنے دیں مجھے
ہیں ترے روضے کے سب خدام نیک

عمر ساری کی گناہوں میں بسر
ہو سکا تجھ سے نہ کوئی کام نیک

کچھ تو دے راہِ خدا نام خدا
چھوڑ جا دنیا میں کچھ تو نام نیک

ہے تری نیکی تو زاہد! زہد خشک
تجھ سے ہیں رندانِ دُرد آشام نیک

ہم بدوں کو بھی کبھی بلوا لیجیے
روز سنتے ہیں صلائے عام نیک

حافظِ عاصی کی ہے یہ التجا
ہوں تو بدتر ہو مگر انجام نیک

رہتا نہیں تہی کبھی مستی سے جامِ دل
یعنی مدام عشق ہے مشرب مدامِ دل

ایماں دل میں ہو تو یہ ہے احترامِ دل
اک نام کعبہ اور ہے اک خوش نامِ دل

اللہ جانے کیا ہو اگر کوئی چھوڑ دے
لبریز خون سے ہے جو ٹوٹا ہے جامِ دل

باقی رہی ہے ضبط کی طاقت نہ صبر کی
بگڑا ہوا ہے اب تو سراسر نظامِ دل

یہ کام گوشِ سر کا نہیں - کوئی کچھ کہے
سنئے جو گوشِ دل سے تو سنیے کلامِ دل

ہم پوچھتے - اثر کا پتا بھی کہیں ملا
آتا جو پھر کے نالۂ گردوں خرامِ دل

آنکھیں یہ رو رہی ہیں کہ محشر قریب ہے
ہم سے لیا نہ جائے کہیں انتقامِ دل

تقسیم کلفتوں کی جو روزِ ازل ہوئی
ناکامیِ دوام ہوئی پاسِ نامِ دل

رخصت تک اپنے دل سے ہے رستا قریب کا
پھر کیوں نہ سلسلِ منت ہیں پہنچے سلامِ دل

کس روز دیکھیے وہ بلاتے ہیں سامنے
کس روز دیکھیے ہمیں حاصل ہو کامِ دل

دن رات اب یہ حافظِ مسکیں کی ہے دعا
یارب شرابِ عشق سے بھر جائے جامِ دل

اب ہمیں چین سے مطلب ہے نہ آرام سے کام
کام ہو جائے ہمارا - ہمیں ہے کام سے کام

وقت کی قید نہیں کچھ ہمیں رونے کے لیے
صبح سے کوئی غرض ہے نہ کوئی شام سے کام

ایک عالم کو ہے رشک آپ کے دیوانے پر
نہ کسی غم کا تردد - نہ کسی کام سے کام

تیرے صیاد کو اللہ سلامت رکھے
فکر دانے کی نہ پانی کی - نہ کچھ دام سے کام

تیرے دیوانے ہیں - اسلام ہمارا ہے یہی
نہ تکلف ہیں نہ اسلام کے احکام سے کام

تیرے بندے جو ہیں - نام کے بندے ہونگے
ہم ترے نام کے بندے ہیں - ترے نام سے کام

اپنے ساقی کی نگاہوں کے جو متوالے ہیں
اون کو میخانے سے مطلب نہ سبو و جام سے کام

پیش بینی ہیں پئے آپ کے بیخود کی بلا
نہ کچھ آغاز سے مطلب نہ کچھ انجام سے کام

جیسے دیوانوں کو میقات کی شرط ہو بند کیسی
جیسے ننگوں کو نہیں جامۂ احرام سے کام

جس کو غم سے ہو خوشی اوس کو خوشی سے مطلب
جیسے کلفت میں ہو راحت او سے آرام سے کام

بے تکی سی یوں ہی کہہ لی ہے غزل حافظ نے
ورنہ انعام کی خواہش ہے نہ الزام سے کام

آنکھیں کھلی ہیں پر سر کی تم آتے نظر نہیں
آنکھوں میں پتلیاں ہیں مگر دیدہ ور نہیں

ہر ہم جہاں تک ہے رسائی مری محال
پروانہ شمع کا ہوں مگر بال و پر نہیں

لطفِ نظر کہاں جو نہ ہو لطف کی نظر
کب اونکو میرے حالِ زبوں پر نظر نہیں

دل میں رہو۔ پھرا کرو نظروں میں شوق سے
آنکھوں سے تم کو دیکھیں۔ یہ تاب نظر نہیں

کس کام کا وہ ہوش ہے کیا اوس کا اعتبار
جو ہوش دو گھڑی ہے۔ پھر دو پہر نہیں

لے اب تو اضطراب! ترا جی بھلا ہوا
دل کی تو ٹوٹ پھوٹ ہیں اب کچھ کسر نہیں

کھینچا جو ایک نالہ تو دل ہو گیا تباہ
ہم جانتے تھے نالۂ دل میں اثر نہیں

دونوں کی خیر کیوں نہ مناؤں فراق میں
مانا جگر سہی۔ دل بھی دگر نہیں

میری بساط سے ہے تمنا بڑھی ہوئی
ڈر بھی لگا ہوا ہے وہ کہہ دیں اگر نہیں

ہم حوصلے سے کم ہیں جو بھی کھا نہ لیں ہم آج
کم کھانے سے بھی عمر تو ہوگی بسر نہیں

جلوے ہیں تیرے حسن کے۔ دل ہے سب آئنہ
کیا کچھ اگر ادھر ہے تو کیا کچھ ادھر نہیں

بے روک ٹوک حشر میں ہم خلد کو چلے
منہ تکتے ہیں جو امتِ خیر البشر نہیں

رونا یہ ہے کہ دامنِ تر کو بھی دیکھکر
کمبخت آنکھ اشکِ ندامت سے تر نہیں

دنیا میں ہوں میں عاشقِ رسوے مصطفےٰ
رسوائی منازلِ عقبےٰ کا ڈر نہیں

خلوت میں اک خدا ہے۔ خدا کا حبیب ہے
کوئی نبی نہیں ہے۔ فرشتے کا پر نہیں

ایمان کی کہینگے، ہے ایمان کی یہ بات
ہم تجھسے ناامید نہیں، بےخطر نہیں

دیدار اور وعدۂ دیدار دونوں حق
کل پر جو بیٹھے ہیں اونھیں کل کی خبر نہیں

کیوں آئیں جائیں اس میں خیالات ماسوائے
کوچہ تو دل کا عام کوئی رہگذر نہیں

دانا ہے دل۔ پھنسا بھی تو جاکر کہاں پھنسا
یہ مرغ نام کا ہے - کوئی جانور نہیں

نادیدہ عاشقوں میں ندیدہ بھی ہے کوئی
کیا آپ کی نگاہ کو اتنی نظر نہیں

آنسو ہی پونچھ لیتے کبھی روتے روتے ہم
اتنے سے کام کا بھی یہ دامانِ تر نہیں

وحشت سرا ہے گور کچھ ایسی کہ الاماں
محفوظ اس قدر کہ ہوا کا گزر نہیں

حافظ کو فکر دعوتِ دیدار کی ہو کیا
تم پر نظر نہیں کہ خدا پر نظر نہیں

شوریدہ سر ہوں میں مجھے پروائے سر کہاں
سودا ہی کا زیاں ہے کہ وہ سنگ در کہاں

ہے کون دل کہ آتے ہیں تجھی خبر کہاں
اللہ جانتی ہے کہاں سے نظر کہاں

حاصل تجھے ظفر تو سفر پھر سفر کہاں
راحت جو راہ طلب میں تھی اپنے گھر کہاں

تجھ سے ہے کیوں حجاب ہمیں ذرہ تو آفتاب
ذرے کو تیرے سامنے تاب نظر کہاں

اپنا اتا پتا نہیں اس انجمن میں یاد
کیونکر بتائیں کون ہیں کیا نام گھر کہاں

اس سے نظر ملی تھی مگر پھر خبر نہیں
ملتے ہی آنکھ کھو گئی سدھ بدھ کی انتہا کہاں

طاقت کہاں مجھے کہ دعا کو اٹھاؤں ہاتھ
مانگوں اگر دعا تو دعا میں اثر کہاں

سب کہتے ہیں دعا سے سحر ہوتی ہے قبول
میری شب فراق نے پائی سحر کہاں

اپنی خبر کے لینے کو جاؤں میں دور تک
کوئی بتا تو دے کہ ہے میری خبر کہاں

فقر و فنا ہی پیر کرو عمر بھر تلاش
اس تشنگی میں ملتی ہے عمر خضر کہاں

دل والے اپنے دل ہی میں رکھتے ہیں دل کی بات
ہر شوق کا ذکر کیا ہے یہاں شور و شر کہاں

ملتے ہیں اشک سرخ کسی کو نصیب سے
ہر مدعی کے عشق میں رنگ اثر کہاں

حاضر ہے دل بھی رہنے کو آنکھیں بھی بند ہیں
ہیں ایسے لوگ تجھ سے جو ہیں ادھر ادھر کہاں

جب آئی بیخودی میں خودی سے نکل گیا
ہوتا وطن ہی مجھ کو میسر سفر کہاں

کیا خاک ڈالیں چاند کے منہ پر شب فراق
صورت ہے تم سے ملتی ہوئی تم مگر کہاں

سر در پہ سر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے ہزار
چھوٹے ہوئے نصیب ہیں وہ سنگ در کہاں

آنکھیں بلائیں لیتی ہیں کیوں جھکے بار بار
کیا دیکھنے گئی تھی ۔ ہو آئی نظر کہاں

ناسور دل نے مجھکو گرایا تھا خاک پر
نیچی نگاہ واسطے کی پہنچی نظر کہاں

دیکھا گیا نہ گنبد روضہ ۔ زہے صفا
تقدیر سے پھسل گئی جا کر نظر کہاں

محشر میں شور ہے ۔ در جنت کھلا نہ ہو
وہ جا رہی ہے امت خیر البشر کہاں

آنکھوں کی پتلیاں بھی ہیں ۔ دل بھی امیدوار
رکھوں چھپا کے روضے کے دیوار و در کہاں

ننگ بشر ہوں میں ۔ کوئی مجھسا نہیں ذلیل
فخر بشر ہو تم ۔ کوئی تم سا بشر کہاں

خورشید بے سواد! وہ دیکھی بھی ہے جبیں
سادی چلا ہی لیکے بیاض سحر کہاں

میں ہوں امیدوار ۔ ترا در امید گاہ
اس در سے اٹھکے جاؤں کس امید پر کہاں

حافظ خدا گواہ کہ ہوں صاحب فراش
آزاد کی خوشی ہے یہ ۔ عرض ہنر کہاں

بدی نیکی ۔ جو کرنی ہو وہ جی بھر کر بیاں کر لیں
سر محشر کہیں ہلکا نہ ہو پلہ ۔ گراں کر لیں

خدا سے جو دعا ہو ۔ واسطہ اس میں نبی کا ہو
نبی سے جو کریں وعدہ ۔ خدا کو درمیاں کر لیں

لیے جاتا ہوں پیہم التجا اپنی شفاعت کی
مری تسکین ہو جائے اگر منہ سے وہ ہاں کر لیں

دل اوداس کا ہو تم پر ٹھنڈا ۔ یہاں آنکھیں ہوں ٹھنڈی
کسی دن دل کے سینے میں اون کو نہاں کر لیں

باپ دادا کے گھر کا ہے یہ چراغ	فضلِ احمد ہے بخششِ رحمٰں
کھل گئے آج غنچہ ہائے مراد	آج یہ گھر ہے گلشنِ خنداں
گلشنِ خانداں پھلے پھولے	اس میں جو فرد ہے رہے فرحاں
رہے بادِ بہار پھر سے پر	ادھر آنے نہ پائے بادِ خزاں
خضر کی عمر پائے یہ فرزند	عمر بھر خود رہے مسیحِ زماں
نعمتیں جس قدر ہیں سب پائے	اور میں کیا لکھوں چنیں و چناں
بٹ رہا ہے عطاؤں کا باڑا	جھولیاں بھر رہے ہیں پیر و جواں

ملے حافظ کو بھی صلے میں دعا
بینوا ہے گدائے مدحت خواں

ہے پپیہے کا ٹیڑا جو یوں پکارا پی کہاں	پی کہاں سن کر میں چیخ اٹھا کہاں احمد میاں
اپنے گھر جب دو ہیں رگڑی ہیں میں نے ایڑیاں	تب ملا ہے سر رگڑنے کو تمہارا آستاں
میرے طفلِ اشک سا رکھتے ہی نہیں کچھ اور شغل	اک سبق رونے کا ہے جو روز رہتا ہے رواں
مرنے والے سیکھتے رہتے ہیں تا مر چکنے نہیں	کاش مرنے پہلے ہی مرنے سے ایسے سخت جاں
عشق کے دیوانوں کو ہے آہنی زیور پسند	طوق گھر سے ہنسلیاں ، پازیبیں ان کی بیڑیاں
انقلاب اک دن ستاتا ہے ، نہاں ہو یا چنیں	گردشِ ایام ہے ، گاہے چنیں ، گاہے چناں

کیا عجب، دونوں کو کر دے انقلاب اوپر تلے
یہ جو قائم ہیں تلے اوپر زمین و آسماں

میں ہوں بیخود، مجھ کو کیا معلوم، یہ کیا ہے وہ کیا
میں ہوں دیوانہ، نہیں مجھ کو تمیزِ این و آں

تیرے شبِ بیدار کو نیند آنے کا خطرہ نہیں
مردمِ دیدہ، کھلے دروازوں کے ہیں پاسباں

عاشقوں کو پھول بوٹے خالق کے یاد ہیں
بلبلوں کو ہیں زباں ہر سبزِ گلستاں بوستاں

خون روتی ہیں وہ آنکھیں جن میں آنسو بھی نہ تھا
آہ - رنگِ انقلاب، آفت رسیدہ نرگسیاں

صاف تو یہ ہے کہ دنیا میں نہیں ہے خاک بھی
کس لیے، دنیا کو پھر کہتی ہے دنیا خاکداں

ہے زبانِ شکوہ میرے پاس، لیکن گنگ ہے
ہے دہانِ زخم سینے میں، مگر ہے بے زباں

آئے ہیں ماتم زدہ جو آپ کے در کے فقیر
بیٹھے ہیں اوڑھے ہوئے میلی کچیلی کملیاں

گوہرِ مقصد سے بھر لیتے تھے جو دامان و جیب
لے رہے ہیں ہچکیاں، یا بھر رہے ہیں سسکیاں

کیا کہوں، کیوں منہ کو آتا ہے کلیجا بار بار
درد ظالم لے رہا ہے میرے دل میں چٹکیاں

سو بلائیں ناگہانی، مجھ کو ہیں گھیرے ہوئے
اُن کا پردہ تھا الٰہی! یا بلائے ناگہاں

چھا گئی ہے ایک عالم پر خزانِ بے بہار
مقبرے میں بس گئی جا کر بہارِ بے خزاں

یہ بھی جاتے وقت دھیان آیا، جیئے گا کس طرح
حافظِ بیدست و پا، بوڑھا، مریضِ خستہ جاں

[illegible]
تو کیسے کٹتا ہے پی، میرا ہے پی احمد میاں

جوش غم سے دل تہ و بالا ہے اب جاؤں کہاں
سخت ہے فرش زمیں اونچی ہے سقف آسماں

گنبد مرقد تک آنے کی تو دو پروانگی
بارہا پر تولکر رہ رہ گیا ہے مرغ جاں

دیکھیے ناچار و بے کس رہنے بھی دینگے یا نہیں
مقبرے کی جالیوں میں مرغ دل کا آشیاں

یہ دوامی ہجر کا صدمہ سہا جاتا نہیں
دل و جگر کہتے ہیں دونوں الحفیظ و الاماں

مرگ عالم کے برابر موت اک عالم کی ہے
ایک عالم جمع ہے آج اور مرگ ناگہاں

عقل سمجھاتی ہے مجھکو صبر کرنا بہتر ہے صبر
صبر کرنے کو ہو پتھر کا کلیجا وہ کہاں

ہم تو روتے ہیں کہ پردہ کر لیا ہم سے مگر
اٹھ گیا پردہ جو تھا تیرے خدا کے درمیاں

عرس بھی ہے دھوم بھی ہے بھیڑ بھی لنگر بھی ہے
ہے تو ہونے کو سبھی کچھ اک نہیں احمد میاں

قدر والوں کی تو دنیا میں سبھی کرتے ہیں قدر
ہم سے بیقدروں کا بھی باقی ہے کوئی قدرداں

بارہا یہ تحسین یاد آتی ہے رہ رہ کر مجھے
یہ تری پیرانہ سالی اور یہ طبع جواں

کیا یہی تھا [illegible] ہجر کی مدح خوانی کا صلہ
یوں بنایا آج اپنے مدح خواں کو نوحہ خواں

مجھکو [illegible] آئی بلا صبح غم
ہو چکی وہ رات جو تھی میرے تیرے درمیاں

[illegible] تاروں کی چھاؤں
اس سفر کی دوسری کو چل بسے احمد میاں

[illegible]
وہ اکیلا فضل رحمن کا ہے نواسہ میہماں

[illegible]
آ گیا ان کی بغل میں کام دل کا آرام یہاں

زیر گنبد جا چھپے لیکن کہاں پہنچا عروج — بیٹھتے تھے قطب بن میں پہنچے ہیں تو در آسماں

دو مزار ان پر تھا کچھ تو دیکھا ہے نیا — جھومتی ہیں وجد میں آنکھوں کی دو دو پتلیاں

دین و دنیا کے الم حافظ کہیں گھیرے ہوئے
المدد یا فضلِ رحمٰں! الغیاث احمد میاں

اے ہیں سے پی لیں جو پی ہے وہ تو نے پی کہاں — تجھ کو بیٹھے ہی پی کہاں تجھ کو کہاں احمد میاں

ایک دل پہلو میں ہے - دل میں ہے اک درد نہاں — دل مرا ہمراز میرا - میں ہوں دل کا رازداں

ظلِ رحمت تم ہو تم پر چترِ رحمت سایباں — میرے سر پر چھا رہا ہے میری آہوں کا دھواں

فضلِ رحمانی رہیں گے ایک جھنڈے کے تلے — حشر کے دن یاد آئے گا جو مجمع ہے یہاں

میں نے دیکھے ہیں سپہر ایک ہے بیچ میں دو آفتاب — ایک تم ہو فضلِ رحمٰں ایک تم احمد میاں

مشرق سے تا غرب پھیلی ہے تمہاری روشنی — مشرق و مغرب ہیں تم ہو ایک پورب ایک آپ

جا لیے پہنچا نہ ہو ہیں راہ مولا کے شہید — پنجۂ مژگاں چھپا ہے دستِ چشمِ خوں فشاں

فضلِ رحمٰں نے جو دی تھی کنزِ مخفی کی کلید — رحمت اللہ کو ودیعت دے گئے احمد میاں

سجدہ کہتا ہے کہ یہ سجادہ قبلہ ہے مرا — بوریا ہے فضلِ رحمٰں کا مسندِ احمد میاں

کیا ابوت - کیا بنوت - کیا خلافت - کیا نسب — نکتہ رس ہے جو ہو نسبت کے شرف کا نکتہ داں

اللہ اللہ اپنے منہ پوچھو نہ یہ سجادہ ہے کون — اور ہیں کیا کیا یہ محاسن اور کیا کیا خوبیاں

خوبیاں گنتی سے باہر ہیں، عاشق شعار
دو زبانیں کلک کی ہیں، ایک ہی کلکِ زباں

ہے یہیں فرزند احمد رحمۃ اللہ علیہ
رحمت اللہ نام نامی، مردِ صالح، نوجواں

اس سے بہتر اور ہوتا کون سجادہ نشیں
حضرت احمد کا فرزند اور فرزندِ کلاں

جب نمازیں ختم کر کے پھیر لیتے ہیں ہم سلام
فاتحے پر رحمۃ اللہ رکھتے ہیں وردِ زباں

دل میں تھوڑی ہوتی ہے امید کس کس کے لیے
ہے کبھی کس چیز کی، رحمت یہاں، نعمت یہاں

رحمت اللہ خود سراپا رحمت اللہ ہے
نعمت اللہ - نعمت اللہ سے ہے بیش گماں

رحمت اللہ، نعمت، احمد، فضلِ رحمٰں کے طفیل
ہے مریدوں کے سروں پر چار چوبی سائباں

اپنے حافظ کو فنا کر کے بقا دیدیجیے
مرنے والے کو ہو مرنا حیاتِ جاوداں

شاہ جی کے تم ہو سجادہ نشیں ننھے میاں
کوئی بھی تم سے سوا پیارا نہیں ننھے میاں

[illegible] سال شاہ جی نے جب سے پردہ کر لیا
رہتے ہو تم رات دن افسردہ ہیں ننھے میاں

ملتے ملتے - دل سے کیا کرتے تھے خدمت پیر کی
اب جو دیکھا تم کہیں ہو - دل کہیں ننھے میاں

ہو بہو شفقت ایسی خدمت کس کو ہوتی ہے نصیب
شاہ جی پہنچے جہاں - رہتے وہیں ننھے میاں

سونے میں بھی جو میاں جی لوگ کہتے تھے تو کیا
قرب میں تھے سب سے بڑھ کر بالیقیں ننھے میاں

کیا محبت - کیا مروت - کیا نگاہِ دلنواز
سب دعائیں تم کو دیتے ہیں یہیں ننھے میاں

ہے تصدق پیر کا - کرتے ہیں شکر اللہ ادا
حق سے پاکر دولتِ دنیا و دیں ننھے میاں

واہ - کیا چشمِ مروت - واہ - کیا اخلاق ہے
اہلِ حاجت سے نہیں کہتے نہیں ننھے میاں

شاہ جی سے مجھکو دلوا دیجے جب لکر دعا
بجلیاں فکروں کی مجھ پہ گر پڑیں ننھے میاں

شوق سے کر دیجے لیکر زیارت پر نثار
ایک میں ہوں اک مری جانِ حزیں ننھے میاں

ان سے راضی - آج خوش ہے شاہ جی کی روحِ پاک
زیبِ سجادہ رہیں یارب یونہی ننھے میاں

آپ کا نورِ نظر ننھے میاں پھولے پھلے
آپ ہی سا آپ کا ہو جانشیں ننھے میاں

آپکے سب پیر بھائی - آپکے سب یار دوست
خوش رہیں - کوئی نہ ہو اندوہگیں ننھے میاں

سب کے صدقے ہیں پرانا خادم اس درگاہ کا
حافظ مسکیں - حقیر کمتریں - ننھے میاں!

نظر سے ملی جب نظر دیکھتے ہیں
ہم اپنا جگر تھام کر دیکھتے ہیں

جدھر وہ بدل کر نظر - دیکھتے ہیں
تو دنیا ادھر کی ادھر دیکھتے ہیں

نہ ہو ساتھ جب تک وسیلہ نبی کا
دعاؤں کو ہم بے اثر دیکھتے ہیں

وہ دامن جسے تر کیا تھا خوشی سے
اب اشکِ ندامت سے تر دیکھتے ہیں

خدا سے انھیں حشر میں بخشوانا
جو عاصی حشر در حشر دیکھتے ہیں

نہ جائے رفتن - نہ پائے ماندن
تصور میں وہ بام و در دیکھتے ہیں

عدم کے مسافر ہیں - عصیاں کی گٹھری
یہی ساتھ رخت سفر دیکھتے ہیں

نہ ہے پتا برگ میں نہ دل میں گھر اوس کا
کہاں ڈھونڈتے ہیں کدھر دیکھتے ہیں

کریں ہمسری لن ترانی سے ہم آنکھ ہیں کیا شک
اونھیں حق کا ید نظر دیکھتے ہیں

ہم اس تاک میں ہیں کہ ہوں چار آنکھیں
ملے کب نظر سے نظر - دیکھتے ہیں

ہیں جن کی نظر میں ہنر - عیب اپنے
وہ اوروں کے عیب و ہنر دیکھتے ہیں

تصور سلامت کہ کہیں ہوں نگاہیں
جدھر دیکھتے ہیں - ادھر دیکھتے ہیں

دکھانے کو آئے ہیں دلخستگی ہم
وہ دیکھیں کہ نہ دیکھیں مگر دیکھتے ہیں

تاہم کیا کہ نہ دیکھیں ہمیں آنکھ سے بھی
کہ دل پر تو دل کی نظر دیکھتے ہیں

فقط ہے خدا پر نظر ہم کو حافظ
حبیب خدا کی نظر دیکھتے ہیں

جو گر پڑے کے وہ رہگزر دیکھتے ہیں
اوسی رہگزر میں گزر دیکھتے ہیں

چلا کر وہ تیر نظر دیکھتے ہیں
ہم اپنا دل - اپنا جگر دیکھتے ہیں

حیا کو نہ کیوں رکھیں آنکھوں میں مومن
کہ اوس پر تمھاری نظر دیکھتے ہیں

مزہ ہم کو ملتا ہے خلوت کا پہر دل
ترا دھیان جب بانظر دیکھتے ہیں

دلا - لیکے اپنا سا منہ - پھر نہ آسکے
ترا منھ ہم اب اے اثر دیکھتے ہیں

نظر پر چڑھاؤ - نظر سے گراؤ | نظر کے شناسا نظر دیکھتے ہیں
گڑے ہیں پڑے ہیں کسی رہگذر پہ | مزے سے وہ نیچی نظر دیکھتے ہیں
سنائیں نہ آواز - سنتے ہیں سب کی | دکھائی نہ دیں وہ، مگر دیکھتے ہیں
اوسے کون دیکھے جو گھر کا ہی مالک | جو زائر ہیں - مالک کا گھر دیکھتے ہیں
تجلی جو چمکی - تو بولی کہ موسےٰ! | ادھر کو ذرا - دیکھکر دیکھتے ہیں
لگی ہیں اوسی آستانے سے آنکھیں | یہ ۲ دو در ہیں جو ایک در دیکھتے ہیں
کہاں جائیں ہم تیرے کوچے سے اوٹھکر | اسی رہگذر میں گزر دیکھتے ہیں
کلیم و تجلی کا قصہ نہ پیش آئے | نظر سے ملا کر نظر - دیکھتے ہیں
ہمیں حیرت دید تھی، وہ یہ سمجھے | کہ ہم ٹکٹکی باندھکر دیکھتے ہیں

ہنر ور نہیں دیکھتے عیب حافظ
ہنر دیکھتے ہیں اگر دیکھتے ہیں

تمہیں تو ایک ہو جیسے میں اک تمہارا ہوں | نہیں تو کون ہے میرا - میں اور کس کا ہوں
وہ ذرہ ہوں میں کہ خورشید سے چمکتا ہوں | وہ قطرہ ہوں میں کہ دریا میں پڑ کے دریا ہوں
دم سوال نکیرین - آہ پے تو سہی | ابھی تو قبر میں اوٹھکر نثار ہوتا ہوں
میں ترک عشق کروں زاہدو! خدا سے ڈرو | خدا کا نام لو، میں بھی خدا کا بندہ ہوں

ہٹا تو دل ہستیٔ فانی کا عینِ ہستی سے
میں ہوں بھی یا نہیں - کچھ ہوں تو کون ہوں کیا ہوں

کلیمِ شوقِ لقا کا سوال ہے آپ ہی
جواب برقِ نگہ کا کہ میں تجلے ہوں

پڑا ہوں اس لیے بیکس کہ کسی کو رحم آئے
کسی کو آئے نہیں - اس لیے ترستا ہوں

دعا یہ مانگ رہا ہے حضور کا رسوا
حضورِ داورِ محشر نہ جا کے رسوا ہوں

لحد میں آکے فرشتے کہینگے لاتحزن
کہ یارِ غارِ پیمبر کا نام لیوا ہوں

دکھاتے ہیں مجھے آئینہ - مجھکو سکتہ ہے
کب آئینے کو میں سکتے میں دیکھ سکتا ہوں

کسی کی چشمِ سخنگو کا یہ اشارہ ہے
میں بے زباں ہوں مگر خود زبانِ گویا ہوں

نظر میں پھر رہی ہے کہتی ہوئی کوئی تصویر
یہ بات یہ کہ میں ساکت ہوں اور گویا ہوں

زمینِ ہند کے پیوند ہوں مرے دشمن
عرب میں جاکے مروں - اس لیے میں جیتا ہوں

جوش آتی ہے - حافظ! ضرورتِ اصلاح
تو یاد آتے ہیں ممتاز اور روتا ہوں

میں پائے برہنہ کا دشت گرو چھالا ہوں
قدم قدم نگہِ خار میں کھٹکتا ہوں

ہزار آنکھیں ہیں ایسی جنھیں کھٹکتا ہوں
ہزار دل ہیں چبھا ہوں وہ ایک کانٹا ہوں

مرا ستارہ - نہیں ہے عروج پر تو نہ ہو
کہ جوہروں کا ہوں جوہر - میں وہ ثریا ہوں

[illegible] نہیں - تو مرا نام تو بہت کچھ ہے
کسی نظر میں سماتا نہیں - وہ نقطہ ہوں

نہ ٹھہرے عذر گنہ کا گناہ سے بدتر
خدا معاف کرے میں کچھ عذر کرتے ڈرتا ہوں

پڑے ہیں اہل زمیں زلزلے کے دھوکے میں
میں قبر میں جو پڑا کروٹیں بدلتا ہوں

چمک رہا ہے ستارہ یہ کس کی وحشت کا
کہ ذرے ذرے کو دعویٰ ہے میں بھی صحرا ہوں

میں جانتا ہوں کہ اوس پر خدا کا سایہ ہے
وہ کہتے ہیں کہ میں خود ہی خدا کا سایہ ہوں

بتا دے تو ہی مجھے میری بیخودی! للہ
تجھے خبر ہے، کبھی آپ میں بھی ہوتا ہوں

ہیں نیکیاں مرے اعمال میں تو گنتی کی
گنہ گنے نہیں جاتے اگرچہ گنتا ہوں

جب ایک بھی نہیں اپنا، ہزار اپنوں میں
تو میں ہزار پرایوں کا اک پرایا ہوں

حضور کرتے ہیں [illegible] ارشاد
برا ہوں میں، مگر ان کا، تو پھر برا کیا ہوں

خدا، خدا کی خدائی، حضور کو چاہے
حضور کو جو نہ چاہوں تو میں کسے چاہوں

امیر و داغ بہت یاد آتے ہیں حافظ!
سناؤں کس کو غزل، داد کس سے اب چاہوں

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

مرے حق میں [illegible]
مرے کس کام کی جنت، مرا کیا کام جنت میں

[illegible]
جنہیں میں چاہوں ان [illegible] جنت میں

الٰہی اب مدینے سے نہ گھر کو میں پھروں جیتا
قدم روضے سے جو اٹھے - پڑے وہ جا کے جنت میں

ابھی تو ہاتھ دوڑائے ہیں داماں و گریباں تک
ابھی تو چاک کرتے ہیں کبھی سی لینگے فرصت میں

یہ کیونکر ہو سکے بن بے وصال اون تک پہنچ جاؤں
یہ کس جی سے گوارا ہو کہ میں مر جاؤں فرقت میں

میں ہمرازوں سے بھی راز محبت کہہ نہیں سکتا
کروں کیا کہ رازداری شرط اول ہے محبت میں

یہ دنیا ہے تو کچھ دن کی مصیبت ہے تو کچھ دل کی
مصیبت کا ہے گھر یہ اسکی مصیبت کس مصیبت میں

گناہوں پر جو سچے دل سے نادم ہو کے گریاں ہو
تو سچے موتیوں کی آب ہو اشک ندامت میں

خدا کی بارگہ میں سر جھکانا سربلندی ہے
بڑی معراج ہے سجدہ جو ہو محراب طاعت میں

ترے روضے کا آوازہ گیا رضواں کے کانوں تک
ترے گنبد کا شہرہ گونجتا ہے قصر جنت میں

اگر وقت سوالات نکیرین آ گئے مولے
خوشی کے مارے میں پھولا سماؤنگا نہ تربت میں

یہ میرے مرغ جاں کا اک تمنائی ترانہ ہے
کہ جیتے جی ہوں روضے میں تو مر کر جاؤں جنت میں

امید و بیم بھی - قرآں بھی - ایمان ہے حافظ
ہے آیات غضب میں بیم - امید آیات رحمت میں

یہیں سے کیوں نہ لے جائیں چھپا کر دل کی خلوت میں
نہیں تو پھر کہاں روضہ ملیگا ہم کو جنت میں

تری شان بزرگی ہے یہ مولے کی رحمت میں
ہے آنسو جوش رقت میں پسینا ہے ندامت میں

جو تم چاہو تو رحمت جلوہ گر ہو آ کے زحمت میں
جو تم چاہو تو عشرت کا مزہ آ جائے عسرت میں

رہے بے چین اب یا چین سے جو کچھ ہو قسمت میں — دل مہجور ہجرت کر گیا مولا کی خدمت میں

گئے روضے کو نا اُٹھ کیل کانٹے سے درست اکثر — نہ پایا کیل کانٹے کا بھی کھٹکا راہ غربت میں

ترحم کی نظر سے دیکھ لو حسرت نکل جائے — دل حسرت زدہ ہے اک نظارے کی حسرت میں

خدا نے اونکے دیوانوں سے پرستش ہی نہیں رکھی — خدا چاہے تو سستے چھوٹ جائینگے قیامت میں

زیارت کی تمنا کاش جیتے جی نکل جائے — مبادا دم نکل جائے تمنائے زیارت میں

وہ ماذون الشفاعۃ ہیں - وہ مقبول الشفاعۃ ہیں — نجات اوسکی نہیں جسکو تردد ہے شفاعت میں

اکیلا گوہر یکدانہ ہاتھ آتا ہے مشکل سے — کوئی غوطے لگا کر دیکھ لے دریائے وحدت میں

بڑا گہرا ہے بیرنگی کا پردہ جو نہیں اوٹھتا — ابھی ڈوبی نظر آجائے کثرت رنگ وحدت میں

معما میم احمد کا سمجھ میں آ نہیں سکتا — خرد کا دخل کب ہے پردہ راز حقیقت میں

یہ ضعف ناتوانی اور پشتارہ گناہوں کا — چلے ہیں قبر سے ہم اوٹھکے امید شفاعت میں

گدا کہلائیں غنی ہوکر غنی ہیں فقر کی دولت — کمی کس شے کی ہو مولیٰ تری سرکار [illegible]

غنیمت ہے ضعیفی میں یہ زور طبع او حافظ
بہت اشعار تم نے لکھ لیے تھوڑی سی فرصت میں

دل عشاق جو تسکین نہیں پاتے ہیں — قائمے جوش کے ٹھہرے ہیں یہ کل جاتے ہیں

رہ گئے سر کے ہی بل رمح امیں یہ کہتے — کیسی پرواز یہاں ہوش اوڑے جاتے ہیں

ہاں نکیرین! دکھاؤ تو وہ پیاری صورت
اوٹھکے ہم قبر میں قربان ہوئے جاتے ہیں

زندگی پاتے ہیں - مرجاتے ہیں جو طیبہ میں
جیتے رہ جاتے ہیں جو ہند میں - مرجاتے ہیں

سب خیالات ہیں ہوتے ہو تمہیں جلوہ فروز
رات دن جتنے مرے دل میں خیال آتے ہیں

کب نظر آئیں وہ کب آئے تصور اون کا
دیدہ و دل میں یہی خواب و خیال آتے ہیں

یاد فرماتے نہیں ہم کو حرم کے مالک
حرم پاک کے جلوے ہمیں یاد آتے ہیں

گور میں کوئی نہ اپنا نہ پرایا ہوگا
بیکسی! ایک تجھے ساتھ لیے جاتے ہیں

دل کے آئینے میں بھی آکے نہیں اون کو قرار
صورت عکس ادھر آتے ہیں ادھر جاتے ہیں

میں ہوں بے تاب و تواں، اون کی امانت ہے گراں
کوہ کو ایک پر کاہ سے اوٹھواتے ہیں

بے کہے جن کو ہے سننے کے برابر حافظ
وہ سنیں یا نہ سنیں ہم تو کہے جاتے ہیں

اس شکایت کے سوا ہجر میں کچھ کام نہیں
شام کی صبح نہیں - صبح جو ہو شام نہیں

خاک پتھر ہے وہ دل، نہیں تو جس دل میں
کیا نگینہ ہے - اگر نقش ترا نام نہیں

نہ وہ مسلک، وہ عقیدہ - نہ وہ زہد و تقوے
اب وہ اگلے سے مسلمان وہ اسلام نہیں

شام وہ یاد نہیں تو ہی ہم تو نہ پوچھے جاتے
کیا تعلق ہم کو - وہ دربار اگر عام نہیں

بوسۂ در کی طلب، شوق جبیں سائی کا
ہوس پنجہ ہی تجھکو - طمع خام نہیں

خود بخود ہی اونھیں آئینہ ہمارا احوال
یہ کوئی وحی منزل نہیں - الہام نہیں

عرض کر ہو کے زمیں بوس، صبا! اون سے پیام
یہ وکالت ہی - کوئی لوس - یہ پیغام نہیں

آپ ہیں قبلۂ دل - طائرِ دل قبلہ نما
اس کی تقدیر میں راحت نہیں - آرام نہیں

ای صبا! خیر سے بھاری ہی تجھے ایک سلام
کوئی دفتر نہیں - نامہ نہیں - پیغام نہیں

اب تو پردے سے خدارا نکل آؤ باہر
آپ ہیں اب تو یہ مشتاق - یہ ناکام نہیں

سر اوٹھانے کی بھی ہم کو نہیں فرصت حافظ
شاعری کام ہی اون کا جنھیں کچھ کام نہیں

نظر آجائیں وہ بے پردہ - یہ منظور نہیں
کہ وہ پردے میں بھی مخفی نہیں مستور نہیں

مثلِ موسیٰ آدمی کو نہیں کوئی - ورنہ
لن ترانی نہیں - یا برق نہیں - طور نہیں

روزنِ دل سے نظر آئیگا وہ پردہ نشیں
آنکھ سے دور سہی - دل سے تو کچھ دور نہیں

اپنے نزدیک فلک دور بہت ہی ای آہ
تو یہ کہدے - مرے نزدیک تو کچھ دور نہیں

حسن کا ہی یہ تقاضا - چھپے بیٹھے رہیے
عشق چھپ جائے چھپانے سے - یہ دستور نہیں

دن سے دھڑکا ہی کہ اب آتی ہی اب شامِ فراق
جس بلا کا مجھے ڈر ہی وہ بلا دور نہیں

چرخ بھی دور ہی - میں ضعف سے مجبور بھی ہوں
چرخ تک آہ پہنچ جائے تو کچھ دور نہیں

اپنے ہی درد کو بیدرد سمجھتے ہیں درد
اور کے درد کا ہو درد - یہ دستور نہیں

انھیں دیکھکے ہم کو۔ کہینگی دم حشر
حسرت اوس پر ہے۔ اس امت میں جو محشور نہیں

حشر میں نشر میں رسول کی شفاعت حق ہے
نہ ہو نافذ۔ یہ وہ فرمان۔ وہ منشور نہیں

جس سے ہوجاتی ہے صحت۔ وہیں آزار ہے اوسکا
درد کی تیرے دوا کچھ دل رنجور نہیں

نہ ہو قسمت سے مرا کام۔ یہ شماتت ہے۔ مگر
سعی احباب کی۔ ماجور کہ مشکور نہیں

مجھکو ہونے نہیں دیتے وہ فدا سے رضیہ
اوس کو رکھتے ہیں وہ معذور جو معذور نہیں

زخم دل کیلیے ہو شک سے نمک۔ یا الماس
کبھی سکے اور دوا سے۔ یہ وہ ناسور نہیں

کیا عجب ہے کہ یونہی معرفت رب ہو نصیب
عزم جو کیجیے پورا ہو۔ یہ دستور نہیں

عاشق انکے ہیں نشیں کے کہینگے دم حشر
ہم نہیں چاہتے وہ حور جو مقصور نہیں

دوش پر جو ہوا۔ سر پہ گئے سر بار گناہ
بوجھ مرد ہے کا اوٹھا۔ ہے کوئی مزدور نہیں

مالیخولیا جو غفلت تھی خودی بھی جاتی
ابھی اوٹھ جائیں یہ پردے تو وہ کچھ دور نہیں

حیف ہے ذکر غلاموں کا شب و روز جہاں
حافظ بے سروپا کا کوئی مذکور نہیں

نظم جو انجمن احباب میں پڑھی گئی موسوم باسم تاریخی "فوری نظم نمبر ۳" ۱۳۳۵ھ

ہے آمد آمد فصل بہار نو آئیں
ہے فروری کے مہینے میں ماہ فروردیں

سنا ہے مژدہ کہ ادھر سے بہشت آتا ہے
ہر اک نظر آئیگا اب تو فرش زمیں

مشامِ جاں کو معطر بنائینگے آکر
پرے جمائینگے ریحان و سنبل و نسریں

لدی پھندی ہوئی پھولوں کے گہنے سے شاخیں
جھکینگی شکر کے سجدے کو، ہونگی سر بزمیں

ہے سیر گاہِ بہار ایک ایک خانۂ چشم
اسی سبب سے ہیں مردم وہاں سواد گزیں

شمیم پوچھتی آتی ہے ہر روش سے گل کا سراغ
نسیم کہتی ہے کلیاں کھلاؤنگی میں یہیں

چہل پہل ہے یہ کیوں؟ اس لیے، کہ پہلی بار
ہے پیلی بھیت کا سالانہ جلسہ راعیں

ہے مرکز انجمن راعیانِ ہند فقط
ہیں جتنی انجمنیں اور، اسکی شاخیں ہیں

ہے ایک شاخ انھیں شاخوں میں پیلی بھیت کی شاخ
روہیلکھنڈ و کمایوں کے اس میں ہیں راعیں

گزشتہ سال ہوا افتتاح کا جلسہ
یہ پہلی سال گرہ کی ہے مجلس رنگیں

ترقیاں اسے دن دونی رات چوگنی ہوں
ملے ترقی دنیا، ملے ترقی دیں

جو حق پرست، حق اندیش، نام عبد الحق
ہے پیلی بھیت میں مدت سے بود و باش گزیں

ہوا ہے آج اسی کے مکان پر جلسہ
یہ وسعت اور یہ زینت کہ ہے مکان نگیں

درستی ایسی، صفا ایسی، سجاوٹ ایسی درست
کہ فرش پر کہیں چین و شکن کا نام نہیں

ہوئی ہے آئینہ بندی کچھ ایسی حیرت خیز
ہر آئینہ ہے خود اک آئینہ دم تزئیں

گل ایسے کترے کہ پھولوں کے بھی کتر لیے کان
پروئے ہار تو کلیاں بھی شرم سے سمٹیں

بچھائی چاندنی اگر قمر تو کچھ نہیں دور
ہوا لگے جھاڑ ثریا تو کچھ بعید نہیں

یہ شامیانہ ہے دسواں فلک تہ افلاک
کہ دھوپ کی کبھی پڑنے نہ پائے پرچھائیں

یہ دیکھ دیکھ کے کہتی ہے قسمتِ بیدار
کہ ایسی بزم کبھی خواب میں بھی دیکھی نہیں

بسا تھا جھونپڑے میں جنکے خواب محلوں کا
فقیر خانے میں دیکھی ہے آج شاہ نشین

سجی ہے یوں تو بڑی دھوم دھام سے مجلس
ہے دیدنی کہ ہے کون انجمن کا صدر نشین

وہ راعیوں کا ہے شیرازہ بند خیر اندیش
وہ فخرِ قوم ہے - وہ سرتاجِ عزت و تمکین

وہ جسکا خان بہادر سی-آئی-ای ہے خطاب
وہ والیسرائے کی کونسل کا ایک رکن رکین

وہ آنریبل و بیرسٹر ایٹ لا - لیڈر
ہے جسکا نام محمد شفیع نقش نگین

جو گھر سے چل کے بزرگانِ قوم آئے ہیں
چلے ہی آئے ہیں بلغار - دم لیا نہ کہیں

سب اپنی قوم کے ہمدرد ہیں فدائی ہیں
سبھی ہیں انجمنِ مرکزی کے رکن معین

نگینے چنے ہوئے ہیں سب بزرگ بحرِ ہمم
کہوں میں بحر کہ بحرِ ہمم کے دُرِّ ثمین

تھی پہلی سیٹھ کی قسمت کہاں - کہاں یہ بزرگ
کیا یہ بندۂ احساں کہ تابِ شکر نہیں

ہیں یوں تو آدم و حوا کی سب بشر اولاد
صریح نص ہے کسیکو مجال شک کی نہیں

غرض بشوق ز دنیا سے اک تجارت ہے
مگر جو اون میں ہے اتقیٰ وہی ہے اکرمِ دیں

دعاؤں میں ہے طلب جس میں دین و دنیا کی
جنہیں سمجھتے ہو دنیا وہی ہے مزرعِ دیں

ہے کام کی وہی دنیا - رہے جو دین کے ساتھ
بغیر دین کے دنیا ہوئی تو خاک نہیں

حساب دین کا دنیا سے لیکے جاؤ صاف
حساب کے لیے رکھا گیا ہے کوثہ آزیش

ضرورت سے مال کرو جمع ۔ ہو جو وجہ حلال
اسے جو عزت عثمان ۔ ابن عوف نہیں

زکوٰۃ و حج ہیں فقط فرض مستطیعوں پر
یہ ہے کریم کی نعمت ، یہ جو سو لینے ہیں

لگا ہوا ہے ترقی کے بام کا زینہ
کمر تو باندھو قدم تو اٹھا کے رکھو کہیں

خدا کا نام لو ۔ ہمت سے کام لو ۔ یارو
پہنچ ہی جاؤ گے اک روز تا سپہر بریں

قبائل اور بھی ہوں متفق یوں ہی اے کاش
یہ راہ خوب نکالی ہے تم نے ذکر یا مبیں

ہم آج اک سخن شیخ سعدی شیراز
سناتے ہیں بلباس لطیفہ رنگیں

کسیکہ در پی راعی نرفت او گم شد
پسیں کو چاہیے ۔ دل سے ہو پیرو پیشیں

خموشی حافظ شیراز یاد کر خموش
خموش حافظ ہندی کہ دارے گوشہ نشیں

بس ایک شعر کہ مطلع بھی ہو وہ مقطع بھی
سنا دیجیے اور ۔ مگر ہو نہ طالب تحسین

فلک بکام محمد شفیع و تاج الدین
دعا ز حافظ از جملہ اہل بزم آمین

انہی اجازت دیں اگر ارکان و صدر انجمن
اک الکن کج مج زباں ہو انجمن میں حرف زن

نام خدا ہے راجپوں کی قوم کیسی با وقار
اینک حدیث زندہ گویم ۔ مردہ در گور و کفن

ہیں شیعہ ہائے زندگی میں کس قدر افراد قوم
کیسے اصحاب مراتب ۔ کیسے ارباب سخن

خانِ بہادر آنریبل شاہ دنیا شاہ دین — سرِ تاجِ قوم راعیاں۔ فخرِ زماں۔ فخرِ وطن

پنجاب میں ہی چیف کورٹ اوس کے ہی ہیں چیف جج — اون کا ہیا انصاف لقب۔ اون کا ادب فرضِ وطن

خانِ بہادر آنریبل ہیں محمد شفیع — سی آئی ای۔ بیرسٹروں میں منتخب ممتاز فن

خانِ بہادر بیرسٹر شیخ مولا بخش نام — سردار حاجی نور احمد۔ خان بہادر ذو المنن

اون چار رکنوں کے سوا ایک اور رکن ہو پانچواں — سرخیل تاج القوم۔ تاج الدین ملک۔ ہی ذو فطن

وہ چار اک یہ پانچواں۔ پانچوں ہیں سنی بھگیاں — وہ چار اک یہ پانچواں۔ ہیں چار یاری پنج تن

یہ پانچ۔ پانچوں رکن دیکھے دل سے پکے معتقد — یہ پانچ خود رکن رکیں۔ روحِ روانِ انجمن

اون متفق ہیں ہمنظر۔ یوں متحد نام خدا — اک ہاتھ کی پانچ اونگلیاں۔ ہیں جیسے یک جاں پنج تن

ان پانچوں کے حق میں گدا کی پنج وقتی ہے دعا — ان پانچ کے سر پر ہوں یا رب سایہ افگن پنجتن

اس ذیل میں ہیں بیرسٹر و تاجر و رئیس و ذیلدار — گنتی سے باہر ہیں زمیندار اور لاکھوں اہلِ فن

ذاتی لیاقت والے بھی اللہ جانے کتنے ہیں — قاضی ہی اک شیخ محمد ماہرِ ہر علم و فن

یہ ایک سے ہی قوم کا ہی نیک بھائی قوم کا — ہر دم ہی ساعی قوم کا۔ پیدا نہاں سیر و علن

بستی کی بستی ہی بسی ہے کسکی بسی کی کیوں بسی — ہندوستاں کے راعیوں کی مرکزی ہی انجمن

تعلیم۔ اصلاحِ رسوم۔ آپس میں صلح و اتفاق — ٹھہرے ہیں اصلِ غایت و اصلِ اصولِ انجمن

ہی انجمن مہمان کس کی ہے کون اوس کا میزباں — حافظ حلیم محترم۔ حاتم کرم۔ سب سے رئیسِ وطن

کوٹھی اٹھائی لاکھ کی جس نے بنائی خانقہ
تا چرخ روشن کر دیا نامِ خدا نامِ وطن

جلسے میں کیا کیا ٹھاٹھ ہیں تفصیل اوس کی کیا
مجھکو مجال اتنی نہیں جو لکھ سکوں کچھ مجملاً

کیسے معزز نامور - کیسے اکابر قوم کے
تشریف فرما کر ہوے رونق فزاے انجمن

بالاتر ہیں جاے قیام - اعلیٰ تر ہیں کھانے و طعام
مہماں نوازی کی صفت لکھوں کہاں تک من و عن

اے راعیو! تم کو مبارک ہو یہ جلسہ کامیاب
صد آفریں اے داعی و حامی میزبانانِ انجمن

آنکھوں کے دل سے پوچھیے - آنکھوں سے دل کی پوچھیے
جو دیکھنے میں آتے ہیں منظر طفیلِ انجمن

خاموش حافظ اب کہیں اوکتا نہ جائیں سامعیں
طولِ سخن اچھا نہیں - ختمِ سخن کر لے سخن

ہے خامشی قفلِ دہن تازہ ہو کیا ذکرِ سخن
گویا کہ شرمائی ہوئی بیٹھی ہے اک شب کی دلھن

آئے تھے جب دنیا میں ہم لائے تھے تن بے پیرہن
جائینگے جب دنیا سے ہم لے جائینگے بیجاں بدن

لیکر گرہ میں نقدِ جاں ہم آئے ہیں بازار کو
بازار سے لے جائینگے دس پانچ گز اچھا کفن

اپنوں سے دھوکا کھائینگے ہم پال کر پچھتائینگے
اعدا سے جاں ہو جائینگے روزِ جزا اعضاے تن

جنت ہو دنیا جس کو ہو زنداں ہے مومن کے لیے
آیا کھٹکنے زندگی بھر یوسفِ جاں قیدِ تن

دنیا بھی ہے - عقبیٰ بھی ہے - چاہو جسے کر لو پسند
کل لے عدم میں باغِ عدن آج اک عدد باغِ عدن

دردِ دہانِ زخم کا شکوہ کروں تو کیا گلہ
شکوہ کوئی مرہم نہیں جس سے کہ بھرے زخمِ دہن

ہر دم ہو پاس انفاس کا - ہر دم ہی آخر دم ترا
ہر دم کا آنا اور جانا ہی یہی آواگون

انجام سے ہو بے خبر [illegible] پا و چھل کو دامن
بھولو گے اک دن چوکڑی ہو جائیگا نشہ ہرن

توبہ نہ توڑو عمر بھر توبہ کرو توبہ کرو
توبہ کے بدلے توڑ ڈالو ساغرِ توبہ شکن

پوچھو تو عقل و ہوش سے دونوں میں بہتر کون ہے
وہ ساغرِ توبہ شکن یا توبۂ ساغر شکن

دیکھو نہ دورِ چرخ سے ہمت ذرا کھو بیٹھو
چرخ اک بنا ڈالو نیا یا رو نہ چرخِ کہن

جب تک قلم ہی اپنے ہاتھ تب تک قلم بھی ہے ساتھ
شمشیر زن چھینیں تو شمشیر تو رہ جاے زن

اب [illegible] اقارب کا نفاق اب قوم کے افراد ہیں
اپنے بیگانوں میں ہی کیا، یا پھوٹ یا بیگانہ پن

پیرِ کہن کی پند سے کیوں بھاگتے ہیں نوجواں
رہنا ہی زیرِ چرخ یعنی سایۂ پیرِ کہن

اوران کا لکھنا ہے - اوران کا سنگھار ہے - اپنی ادا پر جو نثار
سر تا بپا آئینہ ساں محوِ جمالِ خویشتن

اٹکھیلیوں سے کام ہیں فتنوں کو ٹھکراتے چلیں
بدمستیوں کی چال نے سیکھا قیامت کا چلن

منہ منڈوا کے داڑھی یوں کہیں یہ تو نکل آئی بلا
دنیا میں ننگے آئے تھے اب کیوں ہے تہ پیرہن

جو منہ سے کی گفتار فاش وہ نا ملائم - دلخراش
پتھر سا مارا کھینچ کر جو بات کی وہ دل شکن

جب نام لے نار کا - کہدیں کہ جائے بھاڑ میں
جب ذکر سن لیں قبر کا - فرمائیں خاک کش در دہن

سیکھے اسی نے چرخ فضول طبلہ بجانے کے اصول
اڑنے لگے اونچے ہوئے خود ہوگئے گویا پرن

شاعر ہمارے رات دن ڈوبے ہیں جس کی فکر میں
اندھا کنواں خس پوش ہے پیارا لقب چاہِ ذقن

ہستی ہر اک انسان کی ٹھہری ہیاں دو قدم
وقت یہ ہرگز کٹتا نہیں اک غنچہ ہوسے کم
اون کا نگار ناز نہیں سختی کشِ کوہ ستم
یارو! ہنو یوں دستکار دستے بکار و دل بیار
گھر بیٹھے نیکی کیجیے - گھر کے کوئیں میں ڈالیے
باہم کرو یوں اتفاق آنسے نہ پاسکے درمیاں
دل میں اگر پڑ جاے بال ۔ جڑنا تو کیا جینا محال
بیگے پیچ سب تبھی پیدا ہوتے ہی اون کا سکھ کہاں

ان شاعروں کے دو عدم اک ہے کمر اک ہے دہن
مشکل یہ ہے ہوتا نہیں حل اک معمے کا دہن
بیٹھے اوٹھے کیا لیے کمر باتیں کرے کیا دہن
یعنی سفر اندر وطن خلوت درون انجمن
ملک سلیماں چاہیے حب الوطن - حب الوطن
لا و نعم - لم او لن - حرف من و تو - ما و من
اک اتفاق اک انجمن دو تن ہیں گویا جان و تن
نکلیگا اک دن ان تینوں میں کوئی [illegible]

رکھ دین شاد و بامراد رکھے دعا میں مجھکو یاد
نام و تخلص ہے مرا حافظ خلیل الدین حسن

اہل سخن کو یاد ہے پتھر کی یہ لکیر
دل ہی سخن پذیر سخن بھی ہو دل پذیر

دو مسلم اجنبی ہیں سمجھی دو کو ہیں یکجان و دو تن
کانٹا کسی گل کا کہیں کھٹکے نہ دل میں آنکھ میں
صورت تمہارے کون تھے کیسے تھے کچھ معلوم ہے

تازی ہو یا فارسی سب سے ملکے چند رو ما و من
لایا ہوں گلدستہ بنا کر میں برائے انجمن
اہل خرد - اہل ہنر - اہل کمالات - اہل فن

حرق وحرق - خرق وخرق - عرق وعرق - غرق وغرق
حافظ خدا ہے پاک سے - جو مانگنا ہو مانگ لے
مولٰے! تری رحمت اگر اونکے شرف بخشی کرے

خجل وخجل - اجل واجل - کفل وکفل - ثمن وثمن
آمین ہر بھائی کہے - جو ہو شریکِ انجمن
ہو جائے کل دار الشرف جو آج ہے بیت الحزن

اے خالقِ خیر الامم رکھیو صدا انکو صدا دم بدم
دگنی بڑھے گنہا گنہم - تگنا فروغِ انجمن

اُڑتی گلی کی خاک ہو یہ خاکسار ہو
آوارہ کو بکو نہ یہ مشتِ غبار ہو

جینے سے اسکو موت نہ کیوں ہو سوا عزیز
مرنے سے بڑھ کے زیست جسے ناگوار ہو

بسمل بنا ہوا ہوں تڑپنے کے واسطے
جی کو قرار آئے جو دل بیقرار ہو

ظلمت نظر نہ آئے ہمارے گناہ کی
اُٹھا تو ابرِ رحمتِ پروردگار ہو

کیوں دل میں چھپ نہ جائے وہ آنکھوں میں کھب گیا
ٹوٹا ہوا ہو جب کا جو تلووں میں خار ہو

نیکی بدی کرے تو کہاں چھپ سکے وہ غریب
اک اک فرشتہ جسکے یمین و یسار ہو

یا رب نہ رکھ روا کہ وہ پیارا ترا حبیب
امت کی مغفرت کے لیے اشکبار ہو

شرمِ گناہ مجھکو ہے - نازِ عمل تجھے
زاہد! خدا کرے کبھی تو شرمسار ہو

جینا بڑا وبال ہے - مرنا وصال ہے
مر جائیں ہم - کسی کو اگر اعتبار ہو

چمکا وہ دیکھ روضے کا قبہ ہرا ہرا
اب تو نہ بیقرار دلِ بیقرار ہو

باب السلام پر میں جھکا دوں سرِ نیاز — آگے قدم بڑھے تو وہ دارالسلام ہو

سرکار پردہ پوش ہیں - میں بے نوا گدا — اک فردِ خاص کے لیے دربارِ عام ہو

بیتاب کیوں پھرے سگِ دنیا فراق میں — دل میں حریم پاک کا جب احترام ہو

کر دیں شرابِ ترک - تو کیا پیکے پھر جییں — مشرب شرابیوں کا جو شربِ مدام ہو

کیا صبح کی نوید ہو - کیا شام کی خوشی — رو رو کے ہو صباح - تو مر مر کے شام ہو

شادی کہاں کہ گریہ شادی کی نوبت آئے — جی بھر کے روئیں ہم جو خوشی کا مقام ہو

مینا سے دل تو ایک ہے - آنکھوں کے جام دو — شاید لہو - نچوڑنے سے ایک جام ہو

آتے ہی مست ہو گئے - ہم اک نگاہ سے — اب ہم کو کیا - جو بزم میں ہے دورِ جام کا ہو

کاٹی ہے رات کیسی مصیبت سے الاماں — اللہ ہی جو روزِ مصیبت کی شام ہو

گزری ہے خوب عمر تو ساری طفیلِ عشق — خوبی ہے جب کہ حسن کے ساتھ اختتام ہو

دیکھا ہے کوئی آپ نے اے حضرتِ مسیح — باتوں میں شعر بستی محیی العظام ہو

سر پہ سفر سوار ہے دنیا ہے اک سرا — ہے صبح کوچ - رات بسر جہاں قیام ہو

کیونکر ہو روزِ حشر ہماری پہنچ - اگر — ہو سلے کے ارد گرد بڑا ازدحام ہو

آنسو بیقرار دل کہ چھپایا نہ جائے شوق — پھر ستر او دس پہ - ادب کا مقام ہو

لے لینے قبول حافظِ فانی کی یہ دعا — احسن ہو یا رب اور بقا سے دوام ہو

مجھے اور آستان پاک پر سجدہ میسر ہو
مری ناپاک پیشانی کا یارب یہ مقدر ہو

نہ ہو اک اوس در کی سر پہ ہو نہ سر اوس سنگ در پر ہو
تو اوس بیچارے دیوانے کو صحت خاک پتھر ہو

ان آنکھوں کو نظارہ باب رحمت کا میسر ہو
یہ دونوں کھڑکیاں ہوں اور اک مہ کا در ہو

مرے دل میں ترا گھر ہو مگر اس سے یہ بہتر ہو
ترے گھر میں مرا دل ہو ترے دل میں مرا گھر ہو

گھٹا چھائی ہو رحمت کی۔ خزاں نے بستر باندھا
بہار آئی ہو ای پیر مغاں ا پھر دو دیا ساغر ہو

شراب روح پرور ہو مرے دل کے پیالے میں
مرے دل کے پیالے میں شراب روح پرور ہو

خدا ہی ہو کہیں اب جی بچوں۔ میری وہ صورت ہو
ہزاروں تیز چھریاں ہوں۔ اکیلی جان مضطر ہو

دل عاشق تو اک شیشہ ہو پھر شیشے کی ہستی کیا
وہ کیا ثابت رہے پہلو میں جو ہر وقت مضطر ہو

وہ کیونکر چل سکے گھر سے۔ وہ کیونکر جا رو ٹھنے تک
نہ جسکے ہاتھ میں زر ہو۔ نہ جسکے بال میں پر ہو

مجھے رکھ دور۔ یا نزدیک۔ جو تجھکو پسند آئے
مرے نزدیک بدتر ہو۔ ترے نزدیک بہتر ہو

فنا بعد لقا کیا ہو۔ یہی ہستی کا مٹ جانا
لقا بعد فنا کہتے ہیں اوسکو جو نہ ہو کر ہو

وہ دیوانہ نہیں۔ وحشی ہو۔ جو گھر سے نکل بھاگے
وہ دیوانہ ہو عاقل۔ شرع کی حد سے جو باہر ہو

وہی چکر وہی گردش۔ وہی وحشت وہی سودا
برابر اون کے شیدائی کو ہو۔ گھر ہو کہ باہر ہو

وہ کہتے ہیں کہ محشر سے نکل تو آئیں ہم لیکن
قیامت ہو۔ اگر محشر سے پہلے اور محشر ہو

نہیں کھلتے وہ۔ جبتک ہو نہ جانے کوئی متوالا
نہیں ملتے وہ۔ جب تک آپ سے کوئی نہ باہر ہو

تہ بہ قادر ای اللہ تو ہی مقتدر تو ہے
دکھا وے شان قدرت کی کہ یہ مفلس تونگر ہو

یہ بس قادری کی دیکھ لو زندہ کرامت ہے
کہ مجھ سا مردہ دل افسردہ دل یوں صبح گستر ہو

فنا ہو کر فنا سے پیشتر یہ چاہوں ہی ایسا
فنا ہو یا بقا ہو - کوئی ہو - مجھکو برابر ہو

آتش شوق ماجد میاں کو ورنہ ای حافظ
اب اس قابل کہاں تو جو شریک بزم انور ہو

آج کھلنے کو ہے بعد رمضاں میخانہ
پھر وہی دور چلے اور وہی پیمانہ

چھل گئی کس کی نگہ جھلکے چھلکا دیا مجھکو
بے پیے مست ہوں - صورت ہی مری مستانہ

مژدہ رندوں سے کہ پھر باد بہاری آئی
اینڈتی جھومتی اتراتی ہوئی مستانہ

عام ہے فیض - کسی وقت کسی پر نہیں بند
پیر ساقی کا ہے دن رات کھلا میخانہ

لعل گودڑ کا بنے جوہر ایماں میرا
دل بنی تقوے سے ہو مگر وضع رہے رندانہ

شمع تجھ پر ہو تصدق میں تصدق اس پہ
شمع پروانہ بنے - شمع کا میں پروانہ

جب سے اپنا مرے محبوب نے بنایا مجھکو
اپنے سب اپنے بیگانوں کا ہوں میں بیگانہ

ہے مزہ - چھیڑ چلی جاسے خرد والوں سے
مجھکو دیوانہ وہ سمجھیں تو میں انھیں دیوانہ

اصل منزل تو عدم کی ہے پرائی بستی
راستے میں نہیں دنیا ہے مسافر خانہ

پیٹ بھرتی ہے مجھے رزق مقدر کی تلاش
ڈھونڈتا ہے مجھے تقدیر کا دانہ دانہ

ہے حسن پاک صاف - چلو فیصلہ ہوا
اک نامراد عشق کے سر سب خطا ہوئی

دیکھا جو حسن کو - یہ سہی عشق کا قصور
پردے سے تاک جھانک - یہ کس کی خطا ہوئی

ٹوٹا تو پھوٹے منہ سے نہ کی دل نے آہ بھی
آخر جو ٹوٹنے کی صدا تھی وہ کیا ہوئی

مشکل کشا تو دستِ خدا ہے قدیم ہیں
مشکل کشا کی یاد بھی مشکل کشا ہوئی

ردّ سے نبی سے اوٹھ نہ سکا گوشہ ردا
مشکل نئی یہ اور صبا ! رونما ہوئی

مل جائیگی مقابل صد داد ایک داد
سنتو میں جو اک طبیعت ، درد آشنا ہوئی

تسکین دینی ہے تپ فرقت میں آہ سرد
جس وقت مل گئی یہ ٹھنڈائی شفا ہوئی

حافظ وہ فکرِ شعر کرے جو ہو بے فکر
فکروں میں فکرِ شعر ہوئی بھی تو کیا ہوئی

مکہ و طیبہ کی منزل چاہیے
قبلۂ جاں - کعبۂ دل چاہیے

قید کچھ دوری حضوری کی نہیں
اک نبی - آلِ خلوتِ دل چاہیے

کچھ تو ہو عشق و ہوس میں امتیاز
کچھ تو آخر حدِّ فاصل چاہیے

یہ نہ ہو تو بے نمک ہیں حسن و عشق
کوئی قاتل - کوئی بسمل چاہیے

حق تو حق - باطل ہی باطل حق یہ ہے
امتیازِ حق و باطل چاہیے

کر دیا پہلے ہی نذرِ دلبری
وہ نہ کہنے پائے مجھے دل چاہیے

اک تصور ہے تکلف سے بری — اوسکو خالی خلوت دل چاہیے

دل کو رہتی ہے تمھاری آرزو — تم کو اک بے آرزو دل چاہیے

عشق جس دل میں نہ ہو وہ دل نہیں — جس کو دل کہتے ہیں وہ دل چاہیے

ہم تو مجرم ہیں رہیں روز حساب — اک رحیم - اوروں کو عادل چاہیے

کیا پڑھیں حافظ کلام بے نمک
کچھ تو پاس لطف محفل چاہیے

یا نبی اب نام میرا خانہ ویرانوں میں ہے — میں تو اپنے گھر پڑا ہوں گھر بیابانوں میں ہے

یا شہنشاہ دو عالم آپ کے در کا گدا — قیصروں میں تاجداروں میں ہے خاقانوں میں ہے

ترک ہیں تاتار ہیں بجتا ہے ڈنکا دین کا — نعرۂ تکبیر کا اک شور افغانوں میں ہے

گو غلاموں میں نکما ہے کوئی ادنیٰ غلام — یہ شرف کیا کم ہے مولا کے ثنا خوانوں میں ہے

کیا سنا کر خواب شیریں میں خلل ڈالے کوئی — درد و غم کا تلخ افسانہ کن افسانوں میں ہے

دیکھیے کیونکر کھٹکنے پائینگے روضے کے پاس — دیکھنے والوں کا چرچا کچھ نگہبانوں میں ہے

ایک ٹھوکر کی تواضع سے تو محروم نہ ہو — جو کوئی دروازے پر آیا ہے مہمانوں میں ہے

جب چلے گھر سے نکلکر منھ کیا سوئے حجاز — اپنی گوں - اپنی غرض کی عقل دیوانوں میں ہے

جسکو ہوگا اوسکو ہوگا کوئی خطرہ - کچھ ہراس — عرصۂ محشر سے وحشت کے میدانوں میں ہے

جب تک آزادی تھی ہر دل کو چین تھا تسکین تھی
اونکی زلفوں میں پھنسا جب سے پریشانوں میں ہے

انجمن کو کر نہ دے افسردہ دل افسردہ دل
آج سنتے ہیں کہ حافظ بھی غزلخوانوں میں ہے

ممدوح کبریا کی بلند ایسی شان ہے
جو مدح کی زمین ہے وہ آسمان ہے

تیری اداؤں میں ہے قضا بھی حیات بھی
مرنے سے جی چرائے کوئی کسکی جان ہے

کیوں مرنے والے مرنے سے پہلے ہی مر نہ جائیں
حسن ازل میں ایک نئی آن بان ہے

آنکھوں میں تل نہیں یہ ہے عینک جمال کی
پہلو میں دل نہیں - یہ خدا کا مکان ہے

طیبہ کا شوق ہو تو نہیں کوئی روک ٹوک
اب بھی وہی زمین - وہی آسمان ہے

آؤ تو تم کو دیکھ لیں قدموں کو چوم لیں
آنکھوں میں بھی ہے جان - لبوں پر بھی جان ہے

رونے کو اپنے جی سے بھلاؤں میں کس طرح
دل کو تو ایک دھن ہے وہی ایک دھیان ہے

ویران کر کے دل کو محبت نے یوں کہا
ہو کا مقام کیا ہے یہ - ہو کا مکان ہے

کیا پوچھتی ہو ذکر کی لذت خدا سے روح
جیسے آتش دان طائر دل سینہ زبان ہے

دیکھا او وحشی تو بیٹھے مگر دکھ نہ جائے دل
رونا یہی ہے کہ درد بھری داستان ہے

اور دیکھ نالے جاتے نہ کا پڑ گیا مزہ
[illegible] - [illegible] زبان ہے

اک [illegible] میں گھیرے ہوئے ہیں [illegible] سخت
بتیس دانت اور اکیلی زبان ہے

اللہ کا کلام جو یہ حق ہے لا کلام
اللہ کا پیام نبی کی زبان ہے

غم نے گھلا دیا ہے یوں ـ دو سکو گھلا ہیں کیا
اب کیا رہا ہے پوست ہے یا استخوان ہے

حافظ! نبی کے عشق میں لاکھوں ہیں جانثار
لے دیکھیں ایک جان کا اس میں زیان ہے

رہ ہو مدینے میں سر جائے تو سر کا بوجھ اوتر جائے
جو سر کا بوجھ اوتر جائے تو شاید درد سر جائے

فراق مصطفےٰ میں اشک ریزی روز کرتا ہوں
پیالہ زیست کا شاید اسی صورت سے بھر جائے

ترے بیمار غم کو کچھ ادب کچھ ضعف ہے مانع
نہیں ممکن کہ روضے کی طرف اوٹھکر نظر جائے

مگر اس واسطے دی ہے خدا نے اونکے زائر کو
مدینے جائے تو رستے پہ اس کو باندھ کر جائے

نشہ میں یا اد بیخود اون میں اک تنگ لشکری ہے
وہ کیا منہ لیکے سو سے روضۂ خیر البشر جائے

ترا دیوانہ تو اک دیوانہ ہے بیخودی بیکس ہے
وہ کس سے راہ پوچھے کس طرف جائے کدھر جائے

مدینے کی جدائی اور وہ بھی جان کی دشمن
ترے مہجور پر جو کچھ گزرنی ہے گزر جائے

جنون میں ہے بلائیں وہ مجھی کو یہ نہ ہو یارب
نہ جاؤں میں مدینے ـ یہ سے مرنے کی خبر جائے

فلک سے ہو جس کا آرزومند قدمبوسی
وہ فرش خاک سے چلکر شبا شب عرش پر جائے

مجھکو قلب رکھیں نقد دل بہانہ قسمت سے
مختصر لذت ہے ـ دربار ہو سلے میں گزر جائے

نکلنے کو ہے دل سے آرزو کہکر خدا حافظ
ہے ڈر حافظ ابادا آرزو کے ساتھ گھر جائے

کوئلے کی قدر کچھ نہیں عنبر کے سامنے
عنبر ہے خاک زلف معنبر کے سامنے

اللہ رے کمالِ تصور کہ اپنے گھر
بیٹھا ہوا ہوں روضۂ انور کے سامنے

اُف جبہ سائیِ درِ اقدس کی آرزو
جاتی نہیں ہے پیش مقدر کے سامنے

کب دیکھیے نمازِ تحیت نصیب ہو
روضے کے روبرو۔ ترے منبر کے سامنے

اللہ! دل کی غیرت۔ دمِ بوسۂ حجر
شیشے کو لے چلا ہوں میں پتھر کے سامنے

روضے کا حال۔ بادِ صبا نے۔ غضب کہا
بھولے سے رکھ دیا دلِ مضطر کے سامنے

ہم کر چکے ہیں درد کے صدموں سے بارہا
دل تھام کر مقابلے۔ اُس گھر کے سامنے

محبوب سب کا اور ہے کون آپ کے سوا
ہو عذر خواہ داورِ محشر کے سامنے

میں قبر سے اٹھوں تو ہو روضے کا سامنا
گاڑیں مجھے تو روضۂ انور کے سامنے

قدرِ نبی کی مدح۔ لبِ پاک کی ثنا
طوبیٰ کے روبرو پڑھوں، کوثر کے سامنے

حافظ کو بھیک میں ہو عطا دولتِ غنا
آیا ہے یہ فقیر۔ غنی گر کے سامنے

نبی کے سنگ در کا شوق مجھ کو لے چلا گھر سے
نہ ٹکرائے دلِ سودا زدہ کا شیشہ پتھر سے

عجب کیا ہے کہ اتنا کام نکلے دیدۂ تر سے
ادھر اشکوں کی بارش ہو ادھر رحمت کا مینہ برسے

تباہی ہے کہ دل کی ہے۔ جدائی سنگِ اسود کی
یہ شیشہ چور ہو جائیگا رہ کر دور پتھر سے

جدائی سے ہے گو چھائی ہوئی آنکھوں میں تاریکی
نہ ہو جائے کہیں لبریز جامِ زندگی میرا
خدا کے فضل سے جیتا ہے دل نامِ خدا لیکر
مزے لوٹینگے نظارے کے یوں بھی دیکھنے والے
نہ نکلو دل کے آئینے سے دیکھو میں یہ ڈرتا ہوں
ابھی نظروں سے گر جائینگے خورشید و مہ و اختر
دل و جاں چل بسے زلفِ معقد کی تمنا میں

ہمارا دل منور ہے جمالِ روئے انور سے
الٰہی جلد بھر دے بادۂ عشقِ پیمبر سے
بتوں پر جا کے مرنے کو وہ دل ہے فاضل ہو جو گھر سے
سلامت دیدۂ دل کا آپ چھپیے دیدۂ سر سے
نہ نکلے دل کا آئینہ تمہاری دید کو گھر سے
اوٹھا کر دیکھ لو۔ دو چار پردے روئے انور سے
گرہ سے کچھ پڑا کھونا تو کچھ دینا پڑا گھر سے

نغم شہ میں یہاں نالے بھی ہیں۔ آنسو بھی ہیں حافظ
غلط مشہور ہے شاید کہ جو گرجے وہ کب برسے

حق ہے ارشادِ نبیؐ من کنت بھی۔ مولاہ بھی
حاضرِ درگاہِ حبیبا ہو ہمیشہ درگاہ بھی
ہے علیِ مرتضیٰ وہ پیشوا جس کے بغیر
آپ کے نقشِ قدم پر چلکے یا مہدیؑ دیں
اصل میں بندہ کے مولیٰ۔ بندہ مولیٰ ہو تم
روئے انور پر نظر کرنا عبادت کیوں نہ ہو

وال من والاہ بھی۔ پھر عاد من عاداہ بھی
تندرستی بھی ہو۔ طاقت بھی ہو۔ زادِ راہ بھی
راہرو کو مل نہیں سکتی خدا کی راہ بھی
پا گئے راہ ہدیٰ۔ بیراہ بھی گمراہ بھی
یوں تو کہنے کو نصیری کہہ گیا اللہ بھی
کعبۂ ابروئے مولیٰ ہے عبادت گاہ بھی

آنکھ جب کھولی تو دیکھا روئے پاک مصطفےٰ
سن رآنی فقد رای الحق کہ وہ تھے آگاہ بھی

خون رونا ہے جو سنتا ہے علی کا درد دل
آدمی کیا خون ہو جاتا ہے آب چاہ بھی

لافتیٰ کے بعد واجب ہے کہوں الا علی
لا الٰہ کہتے ہیں ہے فرض الا اللہ بھی

دل کا دکھڑا کیا سنائے یہ فقیر دردمند
آہ بھی فریاد بھی ہے نالۂ جانکاہ بھی

لاکھوں بندے ہیں مشرف آپ کی درگاہ سے
ہجر میں مشتاق ہے یہ بندۂ درگاہ بھی

ضبط کی کچھ حد بھی ہے میں ہوں بشر ناتواں
صدمۂ جانکاہ بھی ہے آفت ناگاہ بھی

آنکھیں پھوٹیں آنکھ سے آنسو جو ٹپکا ہو کوئی
آگ لگ جائے سر سے تن کو جو کی ہو آہ بھی

کھانے پینے کھانے پینے میں تمہارا ہی دیا
دیکھ لو ثانی ہے بھولی کچھ خدا کی راہ بھی

لائے حافظ رنگ مجلس کا جمانے کے لیے
منقبت وہ جس کو سن کر واہ بھی ہو آہ بھی

چھپائے چھپ سکیں اون کے خار رہگزر کے سامنے
میں تو رکھ دوں شاہ رگ اس نشتر کے سامنے

اصل کیا صدموں کی ہے دل کے جگر کے سامنے
چوٹ آئے تو کسی سینہ سپر کے سامنے

میں نہ کہتا تھا کہ جراح اپنی بتی دور رکھ
جل اوٹھی آتے ہی ناسور جگر کے سامنے

ڈر رہا تھا میں کہ گر کر دل نہ جائے خاک میں
دل پیالہ بن گیا خون جگر کے سامنے

اک پیالے سے نہیں چھکنے کے ہم تلخابہ نوش
اک پیالہ رکھ لیا ہے دور بھر کے سامنے

خوب چٹخارے بھرے ہنس ہنسکے نمک چھڑک گیا
کیوں نمکداں رکھدیا زخم جگر کے سامنے

زور میں سیدھی گئی تھی چرخ کو آہ سحر
رکگئی دم سادھکر اولٹے اثر کے سامنے

سنگ در کو توڑ ڈالے۔ اپنے سر کو پھوڑ لے
یہ بھی کچھ مشکل ہے اک شوریدہ سر کے سامنے

دونوں ہاتھوں سے کلیجا تھام کر بیٹھا ہوں میں
کاش اک چلتی چھری ہوتی جگر کے سامنے

اُف یہ بیدردی تقاضا اور ضبط درد کا
چیر کر دل کیوں نہ رکھدوں چارہ گر کے سامنے

اونکو پہنچا لے نہ پہنچا لے مگر ہم روز روز
دل کا دکھڑا روتے ہیں باد سحر کے سامنے

چشم تر کو ابر تر کہنا۔ نرا طوفان ہے
ابر تر بھرتا ہے پانی چشم تر کے سامنے

حشر میں کوئی بھی آنسو پونچھنے والا نہ تھا
رہگیا منہ سوکھکر دامان تر کے سامنے

شام فرقت کا اندھیرا اور مفلس کا چراغ
اور دھندلا ہوگیا دود جگر کے سامنے

لیچلے مجھکو اوڑا کر میں ہوں اک مشت غبار
کیا حقیقت ہے مری۔ باد سحر کے سامنے

جس سے پوشیدہ نہیں ہے میری قسمت کا لکھا
مجھکو قسمت لائی اوس بالغ نظر کے سامنے

میرے دل پر ہے توجہ، ہو کسی جانب نگاہ
ہر کوئی رکھتا ہے چیز اپنی۔ نظر کے سامنے

دل پھٹا جاتا تھا۔ کھلنے کو تھے چھاتی کے کواڑ
خوب پہنچا میں ترے دیوار و در کے سامنے

مانگتا ہے حافظ سائل تہیدستی کی داد
ہاتھ پھیلائے ہوے نواب در کے سامنے

اونکا سودائی ہوا اونکے سنگِ در کے سامنے
قدرِ سر باقی نہیں اب دردِ سر کے سامنے

حاضر و غائب ہی ایک اونکی نظر کے سامنے
بیخبر کی سب خبر ہی باخبر کے سامنے

آنکھ اوٹھاکر بھی نہ دیکھا اونچے اونچوں کی طرف
خاکسار اچھے رہے نیچی نظر کے سامنے

خاک کو اکسیر کرنا کیا بڑی سی بات ہی
میرے مرشد! آپکے فیضِ نظر کے سامنے

ڈیڑھ برس تک ایڑیاں رگڑا کیا۔ تڑپا کیا
مرنے والا آج آپہنچا ہی مرگ کے سامنے

صبر کے پردے ہوں۔ یا آنکھوں کے پردے چاک ہیں
حضرتِ احمد کے پردے کی خبر کے سامنے

پھوٹ کر روئے نہ کیونکر دیدۂ دیدار جو
یا نظر سے اوٹ ہی۔ یا تھے نظر کے سامنے

تھی حضوری جنکو اب اون پر ہی دوری کا حجاب
جو لبیں دیوار ہیں تھے پہلے در کے سامنے

اپنے منھ کو ڈھانپ کر روتا ہوں میں بے اختیار
یاد آتے ہیں توجہ کی نظر کے سامنے

یہ بھی کچھ پردہ ہی جو آنکھوں سے پردہ کرلیا
اب بھی تو بے پردہ ہو دل کی نظر کے سامنے

فضلِ رحمٰں! آپکے ہیں [illegible]
پھرتی ہی تصویر احمد کی نظر کے سامنے

فضلِ رحمٰں کو نہیں احمد میاں سا کوئی اور
ہیں دگرگوں۔ دگر ہیں سب جگر کے سامنے

صبحِ محشر تک سلایا اب وہاں آغوش میں
تا دمِ آخر یہاں رکھا نظر کے سامنے

تھا جو منظورِ نظر مقبولِ نظر نورِ نظر
اوسکو رکھا کنجِ خلوت میں نظر کے سامنے

داغ ہا! اک احمد میاں اک فضلِ رحمٰں آگئے
ایک دل کے سامنے ہی۔ اک جگر کے سامنے

قبلہ رو بیٹھے ہیں دونوں، ہے نظر اللہ پر
رات دن اللہ کا گھر ہے نظر کے سامنے

ہر مراد - آباد ہے میری - مراد آباد میں
فضل رحمن اور احمد کی نظر کے سامنے

رحمت اللہ اور احمد سا بھی دیکھا کوئی مرد
دیکھے ہونگے بیٹھے پوتے زال زر کے سامنے

رحمت اللہ آفتاب و نعمت اللہ ماہتاب
شمس کے منہ پر ہیں کہدونگا قمر کے سامنے

نذر کو یہ نظم لایا ہے گدا سے بینوا
رحمت اللہ جانشین اکبر پیر کے سامنے

ہم مسافر ہیں سفر ہے زیست ہر قدم ہے مرحلہ
ہے یہ منزل پیش حافظ و بشیر کے سامنے

جلد آ اے موت، پھر بیقدر تو ہو جائیگی
مرنے سے پہلے جو مرجا سفر کی خیر ہو جائیگی

ڈھونڈتے ہے بیخودوں کا مل نہیں سکتا پتا
ڈھونڈ کر خود گم ہماری جستجو ہو جائیگی

آبرو کا خاک میں ملنا نہیں - اکسیر ہے
خاک میں ملنے سے میری آبرو ہو جائیگی

کوچہ گردی چین سے کب بیٹھنے دیگی ہمیں
جبکہ رسوائی ہماری کو بکو ہو جائیگی

آرزو مند دل ہے آرزو کب تک رہوں
یا الہی کب یہ پوری آرزو ہو جائیگی

قبر میں کام آئیگی آئینہ دل کی جلا
جب شبیہ پاک مرشد روبرو ہو جائیگی

مجرموں سے پرسش محشر بلا کر ساتھ
دیکھ لینگے کچھ مجھے، کچھ گفتگو ہو جائیگی

اسکو مرشد کا پیالہ ایک دن ہاتھ آئیگا
جسکو حاصل بیعت دست سبو ہو جائیگی

آئیگی تجھکو نظر بے آبروئی آبرو
جب نظر میں آبرو بے آبرو ہوجائیگی

ناخن دیوانگی اسپے تن بدن کو نوچ ڈال
خود بخود پوشاک عریانی رفو ہوجائیگی

ہوش والو ہے مے عشق اس قدر ناسازگار
ساغر دل میں جب آئیگی لہو ہوجائیگی

دار فانی ہے تلاش عمر باقی کے لیے
کیا کرینگے ختم جب ای عمر تو ہوجائیگی

میری چپ کا ایک دن ہوجائیگا چرچا ضرور
چپکے چپکے یہ خموشی گفتگو ہوجائیگی

کیا خبر تھی قرب حق کا پانا ہوگا محال
جو رگ گردن ہے زنجیر گلو ہوجائیگی

ہے نماز عاشقاں فقہ مسائل سے بری
جیسی پڑھ لو بے تیمم بے وضو ہوجائیگی

اپنی چوکھٹ سے ذرا سر پھوڑ لینے دیجیے
میرے ٹوٹے دل کی پوری آرزو ہوجائیگی

ای تصور تو سلامت لاکھ پردے ہوں تو کیا
ہو بہو تصویر بنکر روبرو ہوجائیگی

ایک قطرۂ اشک کا ٹھہرا جو منظور نظر
ایک موتی کے برابر آبرو ہوجائیگی

اوس گلی کی ٹھوکریں نعمت سمجھکر کھائیے
آبرو ریزی سے دونی آبرو ہوجائیگی

دفن ہونے کو نہ ہاتھ آئی اگر خاک عرب
مجھسے پہلے خاک میری آرزو ہوجائیگی

چہرۂ حافظ کی رنگت رنگ لائیگی نیا
اوڑ کے روضے کی طرف جانے کو بو ہوجائیگی

[illegible] دانائی کی نادانی ہے
میں ہوں دیوانہ سمجھ بھی مری دیوانی ہے

پارسی سی نہیں دلچسپ زبانِ اُردو / اصفہانی ہوں۔مری تیغ صفاہانی ہے

میری قسمت میں ہو کیا بال۔مجھے بل ہی تیرا / مور ہوں۔پاس مرے نقشِ سلیمانی ہے

میرے عیبوں کو ہی ڈھانکے ہوئے گریہ میرا / چادرِ اشک مجھے پردۂ عریانی ہے

سر رگڑنے سے ملا کس کو ترا سجدۂ در / جو مٹائے نہ مٹے وہ خطِ پیشانی ہے

جائیں کس حیلے سے زاہد درِ بخشائش تک / نہ کیا کوئی گناہ اس کی پشیمانی ہے

وہی دیدار کے بھوکے جو مرے جاتے تھے / اونھیں بھوکوں کی تو سرکار میں مہمانی ہے

خرقۂ فقر مرے حق میں ہے شاہانہ لباس / میری کملی ہے وہ بانات کہ سلطانی ہے

بوجھ بھاری ہے عدم کی نہیں منزل بھاری / جو اوٹھائے نہیں اوٹھتی وہ گرانجانی ہے

اونکے در کا وہی پتھر۔وہی میرا سودا / وہی میں ہوں۔وہی سر ہے۔وہی پیشانی ہے

ماہِ کامل کو اشارے سے دو پارہ کرنا / نہیں اعجاز۔تو کیا طاقتِ انسانی ہے

دو رفیقوں کو مبارک ہو مدینے کا سفر / ایک میں۔ایک مری بے سروسامانی ہے

مسکرا دے کوئی غنچہ تو ہو مجھکو ایذا / دل کے زخموں کو تبسم نمک افشانی ہے

کوئی ننگا اسے کیا لیکے بچھائے اوڑھے / ننگ جیسا فقط اک جامۂ عریانی ہے

جو ٹھکانے سے نہ بیٹھے وہی جمعیتِ دل / جو سمیٹے سے نہ سمٹے وہ پریشانی ہے

تیرے قبضے میں ہی جمعیتِ خاطر میری / تیری مٹھی میں مرے دل کی پریشانی ہے

تم وہ لیلیٰ ہو کہ دنیا میں تمہارے مجنوں
میں وہ مجنوں ہوں کہ لیلیٰ مری دیوانی ہے

راہِ طیبہ میں نہ توشہ ہے نہ مرکب ہے نہ زر
سر و سامانِ سفر بے سر و سامانی ہے

لوحِ محفوظ میں جو ہے - جو خدا کا محفوظ
سن لو حافظ! وہی مصحفِ عثمانی ہے

ہند میں خاک اڑاتے نہ پڑا کیوں حافظ
رات دن خاک مدینے کی کبھی چھانی ہے

کہوں کیا میں کیا ہے جماعت علی
گلِ حق نما ہے جماعت علی

ولیِ خدا ہے جماعت علی
ولی کی دعا ہے جماعت علی

جماعت علی کا علی پور ہے
علی پور کا ہے جماعت علی

امانت ہیں دل میں محبت کے راز
امینِ خدا ہے جماعت علی

سمجھتے ہیں جتنے ہیں مردانِ راہ
کہ مردِ خدا ہے جماعت علی

جتاتے ہیں جتنے ہیں بالغ نظر
کہ پہنچا ہوا ہے جماعت علی

مریدوں کے سر پر ہے چھایا ہوا
وہ ظلِ خدا ہے جماعت علی

جماعت میں ہیں مقتدی مقتدی
امام الہدیٰ ہے جماعت علی

یہ کہتی ہے جنت خدا ناز سے
مرا لاڈلا ہے جماعت علی

نہ کیوں آئے محتاج ہیں ان کے خلق
کہ حاجت روا ہے جماعت علی

غنی لیتے ہیں آکے قدموں کی خاک
عجب کیمیا ہے جماعت علی

ولایت کی دولت فقیروں کو دی
شہ اولیا ہے جماعت علی

عطا پاش بھی ہے خطا پوش بھی
کہ آلِ عبا ہے جماعت علی

لگاتے ہیں جو سرمہ اہلِ نظر
تری خاکِ پا ہے جماعت علی

جسے چومتے چاٹتے ہیں مرید
ترا نقشِ پا ہے جماعت علی

پڑی ہو پھٹی ناؤ منجدھار میں
مرا ناخدا ہے جماعت علی

حیا جزو ٹھہری ہے ایمان کا
سراپا حیا ہے جماعت علی

فنا سے منزہ ہے ذاتِ خدا
خدا میں فنا ہے جماعت علی

بتا دے تصور کر اے بیخودی
یہ حافظ ہے یا ہے جماعت علی

دعا کیا شمع کو دی تھی پتنگوں نے جلے دل سے
کرو شفا ہی پر اجل آجکے آخر اونکی دل سے

وہ بیچینی کی ان کہنی ہے پھر کچھ خون شدہ دل سے
نگاہِ یاس تو کہدے ۔ نہ ہوگی بات بسمل سے

بلا کی کشمکش میں جان ہے بیتابیِ دل سے
کوئی پتھر کہیں مل جائے بھاری صبر کی سل سے

یہ صورت دیکھ لینگے تو خدا جانے کرینگے کیا
تصدق جو تصور پر بھی ہیں جی جان دل سے

وہ مجنوں ہے کہ لیلیٰ ہے نظر میں جسکی بے پردہ
وہ لیلیٰ ہے کہ جسکو جھانکنا آتا ہے محمل سے

کہاں سے لاؤں پروانوں کی قسمت شمع کی قسمت | جلیں وہ سامنے جاکر جلوں میں دور محفل سے
ہجوم یاس آتا ہے ہجوم اشک نکلا ہے | امیدیں آج رخصت ہوتی ہیں حسرت بھرے دل سے
کدھر ہے آپ میں آنے کا رستہ کس طرف گھر ہے | ہوا ہوں ہوش سے باہر نکل کر اونکی محفل سے

عدم کو اب نہ جائیں ہم تو حافظ پھر کہاں جائیں
ٹھکانا ہی نہیں ملتا نکل کر اون کی محفل سے

طریقت کا چشمہ علی پور ہے | حقیقت کا دریا علی پور ہے
مریدوں کا مجمع یہاں کیوں نہ ہو | کہ ملجا و ماوا علی پور ہے
علی کا دولارا جماعت علی | مدینے کا ٹکڑا علی پور ہے
وہ قریوں میں ہے سید قریہا | جو اک سیدوں کا علی پور ہے
جو شہروں میں شہر اک مدینہ ہے آج | تو قریوں میں قریہ علی پور ہے
ہے عالم تماشا گہ و سیر گاہ | سراپا تماشا علی پور ہے
چھپی لاکھوں پردوں میں ہے معرفت | اک اون میں کا پردہ علی پور ہے
کلیجے میں عشاق کے گھر کیا | کلیجے کا ٹکڑا علی پور ہے
سیں جان دیکر وہ یہ جیتے جی | سنتوں سے سنتا علی پور ہے
جماعت علی شاہ پور علی | شرافت میں پورا علی پور ہے